بسم اللہ الرحمن الرحیم
ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ہفت روزہ
بدر
قادیان
ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے
جلد ۱۱ | ۲۴ ہجرت ۱۳۴۱ ہش - ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ - ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۹ مئی (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اعصابی ضعف اور بے چینی کی تکلیف رہی اس وقت طبیعت ٹھیک ہے۔ کل حضور حسب معمول سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۳ مئی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ گذشتہ دس پندرہ روز سے محترم صاحبزادہ صاحب کی آنکھوں میں سرخی اور درد کی تکلیف ہے تاہم آپ سلسلہ کا کام بدستور کر رہے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو شفا کاملہ عطا فرما کر بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مسجد احمدیہ نیروبی (مشرقی افریقہ) میں انڈین کمشنر کی آمد

انگریزی ترجمۃ القرآن کی پیشکش

(از مکرم جمیل الرحمن صاحب رفیق بی ایس سی مبلغ مشرقی افریقہ)

مورخہ ۵ مئی ۱۹۶۲ء کو جماعت احمدیہ نیروبی کی دعوت پر بھارت کے کمشنر مسٹر کے آر کیدار ناتھ صبح دس بجے مسجد احمدیہ میں تشریف لائے۔ اس موقعہ پر ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں انہیں جماعت احمدیہ نیروبی کی طرف سے مکرم مولینا نور الحق صاحب انور امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیا نے قرآن کریم کا بابرکت تحفہ پیش کیا۔

احباب جماعت وقت سے پہلے مشن ہاؤس میں پہنچ چکے تھے۔ دس بجے جب کمشنر صاحب تشریف لائے تو مکرم مولینا نور الحق صاحب انور امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیا کے ساتھ مکرم محمد اقبال شاہ صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیروبی، مکرم محمد یونس صاحب قاری سیکرٹری جماعت احمدیہ نیروبی اور خاکسار جمیل الرحمن رفیق گیٹ پر استقبال کیلئے موجود تھے۔ باقی دوست دو رویہ قطار میں تنظیم کے ساتھ کھڑے تھے۔ کمشنر صاحب نے تمام احباب سے مصافحہ کیا اور بچوں کو بڑے شوق سے تھپکی دی۔ اور پھر سب حاضرین مسجد کے اندرونی حصہ میں آ گئے۔ مکرم سید سیاح احمد صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کارروائی کا آغاز کیا اور تلاوت کردہ آیات کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی سنایا۔ بعدہٗ مکرم حمید احمد صاحب بٹ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی نظم جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم مولینا نور الحق صاحب انور امیر جماعت ہائے احمدیہ کینیا نے انگریزی زبان میں تقریر کی جس میں آپ نے بیان کیا کہ ہمیں بہت خوشی ہے کہ کمشنر صاحب ہماری مسجد میں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو کسی ایک قوم یا ملک کے لئے مخصوص نہیں بلکہ ساری دنیا کیلئے قیامت تک کیلئے اسمیں ہدایت اور نور موجود ہے۔ اور اس کلام اللہ کے مطالعہ کے دوران آپ اس حقیقت کو محسوس کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن پاک کی رو سے گذشتہ زمانوں میں ہر قوم و ملک میں رسول مبعوث ہوتے رہے ہیں جیسے کہ آیت اشارہ کرتی ہے ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ پس ہمارے نزدیک زرتشت اور کرشن بھی خدا کے نبیوں میں سے تھے آپ نے یہ بھی کہا کہ اس زمانہ میں ہندوستان میں خدا تعالیٰ کا ایک اوتار ظاہر ہوا ہے جو کہ گیتا کی اس پیشگوئی کا مصداق ہے جس میں آئندہ زمانہ میں مبعوث ہونے والے ایک کرشن کا ذکر پایا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے خود حضرت احمد قادیانی کو الہام کر کے فرمایا کہ "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری استتی گیتا میں موجود ہے" (تذکرہ)

مکرم مولانا موصوف نے یہ بھی ذکر کیا کہ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اسلئے اسلامی عبادت گاہ ہر مذہب و ملت کیلئے کھلی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم جبکہ بعض عیسائیوں سے مسجد نبوی میں گفتگو فرما رہے تھے تو اُن کی عبادت کا وقت ہو گیا اور انہوں نے مسجد سے باہر جا کر عبادت کرنے کا اظہار کیا تو آنحضور صلعم نے فرمایا کہ میری یہ مسجد خدا کا گھر ہے آپ شوق سے اسمیں اپنے طریق پر عبادت کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید کا تحفہ

غرض مکرم مولینا موصوف نے دلنشیں انداز میں تقریر فرمائی اور پھر کمشنر صاحب کو قرآن مجید (انگریزی) بطور تحفہ دیا۔ جسے کمشنر صاحب موصوف نے محبت کے ساتھ چوم کر قبول کیا۔

اسکے بعد کمشنر صاحب نے انگریزی زبان میں تقریر شروع کی جس میں فرمایا۔ میں جماعت احمدیہ نیروبی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے خدا کا کلام پاک تحفہ دیا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں ضرور اس کلام الٰہی کو پڑھوں گا۔ عربی متن بھی اور انگریزی ترجمہ بھی۔ اس طرح جہاں مجھے روحانی علم حاصل ہو گا وہاں میری عربی کے ساتھ واقفیت بھی بڑھے گی۔ آپ کی تقریر عربی کی اصطلاحوں اور فارسی و اردو کے اشعار سے مزین تھی۔ آپ نے اس حقیقت کا بھی اظہار کیا کہ دنیا میں بہت پیغمبر گذرے ہیں اور یہ کہ حضرت محمد (صلعم) بھی خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول تھے۔ آپ کو اس تقریب میں قرآن کریم کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تصنیف دعوۃ الامیر کا انگریزی ترجمہ بھی بطور تحفہ دیا گیا۔ کمشنر صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ میرا اصل وطن سندھ ہے اور میری بلڈنگ کے نیچے احمدی دوست نماز پڑھا کرتے تھے اور اس طرح قرآن کریم کی آواز میرے کانوں میں پڑتی رہتی تھی جس کی وجہ سے میں اس اللہ کے کلام سے کافی مانوس ہو گیا ہوں۔ تقریر کے بعد کمشنر صاحب نے احباب جماعت کے ساتھ مسجد کے باہر لان میں چائے نوش کی۔ اس موقعہ پر پریس کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ چنانچہ اگلے ہی دن مشرقی افریقہ کے سب سے بڑے انگریزی اخبار "ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ" ...

> "دنیا میں بہت پیغامبر گذرے ہیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول تھے"
> (انڈین کمشنر فار ایسٹ افریقہ)

یوم خلافت

بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۶۲ء

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ میں خلافت کے بابرکت نظام کی بنیاد پڑی۔ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر حضور کی وصیت کے مطابق جماعت نے متفقہ طور پر حضرت حافظ حاجی مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت کا امام اور خلیفہ منتخب کیا۔ جماعت احمدیہ ہر سال خلافت کی اہمیت کے پیش نظر ۲۷ مئی کو یوم خلافت منایا کرتی ہے اور صدر انجمن احمدیہ کی ہر شاخ اپنے طور پر اپنی اپنی جگہ جلسہ کر کے خلافت کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کرتی ہے۔ اب چونکہ ۲۷ مئی کی تاریخ قریب آ رہی ہے۔ اس لئے جماعتوں کو اپنے ہاں اس دن پوری تیاری کے ساتھ جلسے کر کے خلافت کے مضمون کو قرآن کریم۔ احادیث۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں بیان کریں۔ اور اس کارروائی کی مختصر رپورٹ دعوۃ و تبلیغ میں ارسال کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء

خلافت — ایک بڑی نعمت

اس ظلمت و گمراہی کے زمانہ میں جبکہ دنیا اپنے ایک حقیقی کو یکسر معزول چکی تھی المساد و دہریت ... زمین کے ایک بڑے حصہ پر اپنا تسلط جما چکی تھی اور خدا سے دور لے جانے کے نئے سے نئے سامان معرض ظہور میں آنے لگے خدا تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور خدا تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے ماتحت دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ٹھیک وقت پر موجود اقوام عالم کو کھڑا کر دیا۔ تا خالق و مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت پیدا ہو گئی ہے اُسے دور کیا جائے۔ اور بھولی ہوئی مخلوق اپنے خالق کو پہچان لے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑے روحانی انقلاب کی بنیاد ڈال دی گئی۔ دنیا والوں کی طرف سے آپ کے رستہ میں انواع و اقسام کی روکاوٹیں ڈالی گئیں۔ مگر ان سب مخالفتوں اور سخت قسم کی رکاوٹوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نے اپنے مقدس کام کو جاری رکھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی کے ذریعہ اندر ہی اندر سعید لوگوں کے دلوں میں آپ کی مقبولیت پیدا کر دی اور جلد ہی نیک افراد کی ایک جماعت بن گئی جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے تن من دھن کی قربانی سے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

ایسے دیرپا انقلاب کسی ایک فرد کی زندگی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ کرتے۔ اگرچہ اس کی تخم ریزی بعض برگزیدہ افراد کے ذریعہ بطریق احسن عمل میں آجاتی ہے۔ اس تخم سے پیدا ہونے والے شجرۂ طیبہ کی نشوونما اور اس کی آبیاری کا کام بعد میں آنے والے وجودوں کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے۔ تب ایک دنیا اس کے گھنے سایہ میں آرام کرتی اور اس کے شیریں پھلوں سے ابدی حیات پاتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ۱۹۰۵ء میں بذریعہ الہام الٰہی اس بات کی بشارت دی گئی تھی کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس کام کو اسی طریق پر وسعت دینے والا ہے۔ وفات سے ۲½ سال قبل جہاں آپ کو آپ کی قرب وفات کی خبر دی گئی وہاں آپ کو بتایا گیا کہ آپ کے نیک مقاصد کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ ویسے ہی سامان کرنے والا ہے۔ جیسا کہ اسلام کی نشأۃ اولیٰ کے وقت حضرت مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد حضرات خلفاء راشدین کے ذریعہ ہوا تا اسلام کی نشأۃ ثانیہ اس کی نشأۃ اولیٰ کے مطابق ہو۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ نے اپنی جماعت کو اطلاع دیتے ہوئے بتایا کہ

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی حضور کی قرب وفات کی بات۔ ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو تمہارے ساتھ رہے گی۔“ (الوصیت)

چنانچہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں حضور کی وفات ہوئی۔ اور اگلے ہی روز تمام جماعت نے متفقہ طور پر حاجی الحرمین سیدنا حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کی۔ خواجہ کمال الدین کی طرف سے (جو ان دنوں صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تھے) اخبارات میں ایک اعلان شائع کیا گیا۔ جس میں بیرونجات کے احباب کو بھی بیعت کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ لکھا:-

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود بہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔“

(الحکم ۲۸ مئی و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

آج سے ۵۴ سال پہلے ۲۶، ۲۷ مئی کے دن احمدیہ جماعت پر بڑے ہی انقلاب انگیز تھے۔ ایک طرف ان کا محبوب امام و مقتدا ان سے جدا ہو چکا تھا تو دوسری طرف مخالفین پوری قوت کے ساتھ اس ناتواں پودے کو مسل دینے کے لئے تیار کھڑے تھے ایسے وقت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی قوت ایمانی اور عزم راسخ اور توکل علی اللہ اور تائید سماوی نے ایک غیر معمولی کرشمہ دکھایا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بقول سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”اس گرتی ہوئی جماعت کو بچا لیا“۔ اور جماعت کے تمام افراد حضرت ممدوح کے مقدس ہاتھ پر جمع ہو گئے۔ سیدنا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم کارنامہ ہے کہ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو پراگندہ ہونے سے بچا لیا اور استحکام خلافت کا کام بطریق احسن عمل میں آیا۔

اگرچہ سیدنا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت تو کسی کو سرتابی کی جرأت نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے سب کی گردنوں کو برحق خلیفہ کے سامنے جھکا دیا مگر بیمار دلوں کے مرض نے کچھ عرصہ بعد زور پکڑا اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں کرنے اور خلیفہ وقت کے اختیارات کو محدود کرنے کی سکیمیں بنانے لگے۔ جب آپ کو ان کے مذموم ارادوں کا علم ہوا تو بعد از مغز تحریر کار برحق خلیفہ نے ایسی سرزنش کی کہ ان لوگوں نے معافی مانگی اور تائب ہوئے ہیں اپنی خیر سمجھی آپ کا وقت تو جوں توں کر کے انہوں نے گزارا۔ لیکن جونہی دوسرے خلیفہ کے انتخاب کا موقعہ آیا یہ لوگ کھل کھیلے اور سرے سے خلافت کی ضرورت سے ہی منکر ہو بیٹھے ان سب تحریروں اور اقراروں کو بھول گئے۔ جن کو وہ اپنے ہاتھوں شائع کر چکے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کی دعا یاد کر دان چکے تھے نہ صرف یہ بلکہ بڑی ہوشیاری سے احمدیت کے دائمی مرکز کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔

یہ لوگ اپنے تئیں بڑے تجربہ کار اور جماعت دین قوم سمجھتے تھے اور جماعت کی اکثریت کو اپنا ہمخیال سمجھتے اور بقول ان کے ایک بچہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے سخت غلطی کے مرتکب تھے۔ مگر وہ بھول گئے کہ خلافت کی مسند پر بٹھانے کا کام خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھا ہوا تھا!

تلطعات

یوم خلافت احمدیہ

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

(۱)

آج چھبیس مئی بدر رسالت کا غروب
اور ستائیس کو پھر نجم خلافت کا طلوع
نور ہی نور نظر آتا ہے ہر سُو اکمل
جبکہ روشن ہوئیں اسلام کی دنیا پر شموع

(۲)

ہر طرف پھیل گئے اپنے مبلغ فاضل
زندگی وقف کئے ہیں پئے دینِ کامل
مرحبا مثل علی ہمتِ مردانہ شان
قوتِ قدسیِ محمودؓ ہے سب میں شامل

(۳)

جزر آئے ہیں شیخ مبارک احمد
مشرقی افریقہ میں تھے آپ رئیس التبلیغ
کینیا کالونی میں خدمات بجا لاتے رہے
احمدیت کا ہوا غلبہ بہ ابلاغِ بلیغ

(۴)

کی مساجد کی بنا لکھی ہے تفسیر بھی خوب
نوجوانی میں گئے اب تو بڑھاپا آیا
اکمل ہیچ میرزاں کو مبارک صدہا
اسم تھا جیسا مسمّیٰ بھی سراپا آیا

(۵)

سب دعائیں کریں احمد کی خلافت اتم
جس کو نرزند گرامی نے دیا اتنا فروغ
یا الٰہی وہ سلامت رہیں با اہل و عیال
حق کا احقاق ہو معدوم ہو دنیا سے دروغ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک نہایت اہم تقریر

اپنی زندگیوں کو اسلام اور احمدیت کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بناؤ اور اپنے قلوب میں دین کیلئے حقیقی درد پیدا کرو

جماعت کے علماء مبلغین پروفیسروں اور اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ جماعت کے علمی معیار کو بلند کرنیکی کوشش کریں

فرمودہ ۹ راپریل سنہ ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء کے اختتام پر نمائندگان جماعت سے خطاب فرماتے ہوئے ایک نہایت پُر درد تقریر فرمائی تھی۔ جو حال ہی میں الفضل میں شائع ہوئی ہے اسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

حضور نے فرمایا
میں جماعت کو

اس امر کی طرف توجہ

دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا اصل بجٹ بجٹ آمد انسان ہے۔ ایک بڑھنے والی جماعت اپنے اخراجات کے بجٹ کو کسی صورت میں محدود نہیں کر سکتی۔ بہرحال ہم بیج ڈالیں گے۔ تو کھیتی پیدا ہو گی۔ اور اگر بیج نہیں ڈالیں گے تو کھیتی پیدا نہیں ہو گی۔ اگر آپ لوگ یہ ارادہ کریں گے کہ ہر سال آپ زیادہ سے زیادہ کھیتی بوئیں تو ہر سال آپ کو زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر آپ غلہ پیدا کرنے کی بجائے پہلے غلہ کو کھانے جائیں۔ تو یقیناً ایک دن آپ کا گھر خالی ہو جائے گا۔ پس

ہمارے بجٹ کے اعداد و شمار

میں زیادہ تعداد ان چیزوں کی ہونی چاہیئے جو آمد بڑھانے والی ہوں اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ہماری اصل آمد انسان ہیں۔ پس ہمارے زیادہ تر اخراجات ایسے ہی ہونے چاہئیں جن سے ہماری جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو۔

دوسری بات جس کی طرف میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے اندر یہ روح ہونی چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مفید کاموں میں اپنے اوقات کو صرف کرے۔

میں دیکھتا ہوں

کہ اس طرف ہماری جماعت کے دوستوں کی بہت ہی کم توجہ ہے۔ میں نے قادیان میں غرباء کے لئے ایک غلہ فنڈ جاری کیا ہوا تھا جس میں سے ہم غرباء کو پانچ ماہ کا غلہ بطور امداد دے دیا کرتے تھے۔ تا کہ سال کے آخری مہینوں میں جب غلہ کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں وہ آسانی سے گزارہ کر سکیں۔ اس فنڈ سے امداد حاصل کرنے کے لئے بعض دفعہ

عجیب عجیب قسم کی درخواستیں

آتی تھیں۔ ایک دفعہ اتفاقاً سات آٹھ درخواستیں ایسے لوگوں کی طرف سے آگئیں جو سارے کے سارے پیشہ ور تھے۔ یعنی یا تو لوہار تھے یا ترکھان اور معمار وغیرہ تھے۔ ہم نے فارم میں ایک خانہ رکھا ہوا تھا جس میں یہ بتانا پڑتا تھا کہ اوسط ماہوار آمدن کتنی ہے۔ انہوں نے اس خانہ میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ہماری ماہوار آمد پندرہ روپیہ ہے۔ میں نے سب درخواستوں پر لکھ دیا کہ فوراً حاضر ہو جائیں۔ ہم ان کو تیس تیس روپے کی نوکری دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر شام کو سب کی طرف سے معذرت آگئی کہ ہم سے غلطی ہو گئی تھی۔ ہم نے اپنی آمد غلط لکھ دی تھی۔

یہ ہے تو ایک مذاق کی بات مگر

حقیقت یہ ہے

کہ ہماری جماعت کے بہت سے آدمی آمدیں پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن کرتے نہیں۔ بیشک ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اپنی آمد مثلاً دس روپے لکھی ہوئی تھی۔ لیکن تحقیق پر ثابت ہوا کہ وہ ساٹھ ساٹھ ستر ستر روپے کماتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری جماعت کا سینکڑوں آدمی اپنی طاقتیں ضائع کر رہا ہے۔ مثلاً زمیندار ہیں۔ پانچ پانچ دس دس ایکڑ زمین ہوتی ہے مگر گھر کے سارے افراد اس زمین کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ فاقے کرتے ہیں۔ تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ مگر زمین چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ

اصل طریق یہ ہوتا ہے

کہ یا تو کچھ افراد اور پیشے اختیار کریں اور زمینداری چھوڑ دیں۔ اور یا پھر وہ زمینداری پر ہی انحصار نہ رکھیں بلکہ ساتھ ساتھ اور کام بھی شروع کر دیں۔ مثلاً سبزی ترکاری بونی شروع کر دیں یا باغ لگالیں۔ یا پولٹری فارم کھول لیں۔ یا بھیڑ بکریوں کے ریوڑ پال کر آمد بڑھائیں یا بھینسیں رکھ لیں اور ان کا دودھ بیچیں۔ غرض سینکڑوں طریق ہو سکتے ہیں۔ جن سے وہ اپنی آمد بڑھا سکتے ہیں۔ اور درحقیقت انہی طریقوں سے

پانچ سات ایکڑ زمین پر گذارہ

ہو سکتا ہے۔ ورنہ پانچ سات ایکڑ پر ایک خاندان کا پلنا بالکل ناممکن ہوتا ہے کہ اپنے خاندان میں سے ایک دو کو زمین پر بٹھا دیا جائے اور دوسرے باہر نکل کر محنت مزدوری کریں۔ مگر ہمارے ہاں ایسا نہیں کیا جاتا ہمارے ملک میں تین آدمی ایک آدمی کے کام پر لگے رہتے ہیں۔ جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ دو آدمی اپنی زندگی بیکار ضائع کر دیتے ہیں۔ یورپ میں ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ وہاں گھر کی

آمد بڑھانے کا ایک ذریعہ

اگر ان کے نزدیک کافی ہو گا۔ تو وہ فوراً دوسری جگہ جا کر کام شروع کر دیں گے۔ اور اس طرح اپنی حالت کو بہتر بنائیں گے۔

پھر مزدوری کے علاوہ پیشہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو نہایت کارآمد ہے۔ ہمارے ملک میں صنعت و حرفت کا میدان بہت وسیع ہے اور اگر ہمارے ملک کے افراد کوشش کریں۔ تو دوسرے ممالک سے وہ کئی گنا زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس طرف بھی بہت کم توجہ ہے

میں سمجھتا ہوں

اگر آپ لوگ تھوڑی سی بھی توجہ کریں تو بعض صنعتوں کو آسانی سے اختیار کر سکتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں ہماری طاقت کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔

سکھوں نے ایک دو صنعتوں پر ہی قبضہ کیا ہوا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ

تعداد میں کم تھے

حکومت پر ان کا رعب تھا۔ مستریوں کا کام اور ڈرائیوری کا کام سب سکھ کیا کرتے تھے۔ اور ورکشاپوں میں تو ان کی اتنی کثرت تھی کہ اگر وہ ذرا بھی سٹرائک کی دھمکی دے دیتے تو انگریزی حکومت کی جان نکلتی تھی۔ کلکتہ میں تو سکھ ڈرائیوروں کی اتنی کثرت تھی کہ وہاں ڈرائیور کو انگریز بالعموم سکھ ہی کہتا تھا خواہ وہ مذہباً مسلمان ہوتا۔ انگریز چونکہ غیر ملک سے آیا تھا اس نے جب دیکھا کہ جس ڈرائیور کو دیکھو وہ سکھ کہلاتا ہے۔ تو اس نے سمجھا کہ شاید ڈرائیور کو کہتے ہی سکھ ہیں۔ چنانچہ وہ باہر نکل کر کہتا تھا۔ میرا سکھ کہاں ہے۔ اور

اس کا مطلب یہ ہوتا تھا

کہ میرا ڈرائیور کہاں ہے تو بعض پیشوں میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی برتری حاصل کر سکتی ہیں مگر یہاں زمیندار چار چار پانچ پانچ ایکڑ زمین پر بیٹھا رہتا ہے اور بھوکا مرتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ میں اتنے فاقے کر کے چندہ دیتا ہوں۔ حالانکہ سوال یہ ہے کہ وہ فاقے کر کے کیوں چندہ دیتا ہے جب کہ وہ کما کر اور کھا کر اس سے زیادہ چندہ دے سکتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے افراد نجاری۔ معماری اور آہنگری وغیرہ کے کام سیکھیں اور اس طرح اپنی آمد کو بڑھائیں اور

سلسلہ کی مالی حالت

کو مضبوط بنانے میں حصہ لیں کیونکہ اگر زمیندارہ کام ہی کرنا ہے۔ تو آپ لوگوں پر فرض ہے کہ

محنت سے کام ہیں اور دوسروں سے زیادہ فصل پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ میں نے ایک دفعہ انگلستان کا ایک واقعہ پڑھا وہاں تین خاندان تین سال تک پانچ ایکڑ زمین پر جو انہوں نے ٹھیکہ پہ لی تھی پرورش پاتے رہے اور واپسی پر تینوں خاندانوں کے پاس پانچ پانچ سو پونڈ جمع تھا۔ اب یہ محنت کا ہی نتیجہ تھا کہ پانچ ایکڑ زمین پر تین خاندان ولایت کے طریق پر پرورش پاتے رہے اور پھر پانچ پانچ سو پونڈ نفع بھی لے آئے وہاں کوئی کمیت والا نہیں ہوتا جو بھیڑ بکریاں نہ پالتا ہو یا اس نے مرغیاں نہ رکھی ہوں یا اس نے بھینسیں نہ رکھی ہوئی ہوں یا اس نے شہد کی مکھیاں نہ پالی ہوئی ہوں مگر ہمارے ہاں ایسا نہیں کیا جاتا وہاں بھیڑیں رکھیں گے اور اس کی اُون سے کپڑے وغیرہ بنائیں گے ہمارے ہاں جو کچھ حاصل کیا جاتا ہے صرف زمین سے حاصل کیا جاتا ہے اور اس وجہ سے مالی حالت کبھی سدھرنے میں نہیں آتی۔ پھر جیسا میں نے بتایا ہے

ہماری حقیقی آمد انسان ہیں

اور انسان تبلیغ کے ذریعہ ہی ہمارے سلسلہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے بار بار تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے ہماری جماعت کے دوست بہت ہی کم تبلیغ کرتے ہیں اور بعض لوگ جو تبلیغ کرتے ہیں وہ ایسے رنگ میں کرتے ہیں کہ بعض دفعہ سُن کر ہنسی آجاتی ہے۔ مثلاً میں کہیں سفر پر جا رہا ہوں تو راستہ میں ہمارے احمدی دوست بعض غیر احمدیوں کو بھی اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور پھر پوچھیں گے زیارت کر لی؟ جب وہ کہتا ہے زیارت کر لی تو جھٹ کہتے ہیں اچھا پھر بیعت بھی کر لو۔ ہنسی آتی ہے کہ یہ تبلیغ کیسی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس ذریعہ سے اس محبت کا تو اندازہ ہو جاتا ہے جو کسی احمدی کے دل میں سلسلہ کے متعلق پائی جاتی ہے۔ مگر اسے تبلیغ نہیں کہتے میرے نزدیک ہماری جماعت کے افراد کو

تبلیغ کے طریق سیکھنے چاہئیں

اور ہر فرد میں یہ احساس پیدا کرنا چاہئیے کہ وہ مذہب کا واقف ہو۔ اسی سندھ کے سفر میں چھچھی وطنی کے سٹیشن پر میرے ساتھ جو کچھ گزرا اس کا ایک حصہ اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔ اور وہاں کی جماعت کا معذرت نامہ بھی آچکا ہے مگر اس سے جو کچھ فعل رونما ہوا وہ اس بات کا نتیجہ تھا کہ انہیں مذہب کی پوری واقفیت نہیں تھی۔ چیچہ وطنی میں جب میں اترا تو ہماری جماعت کے چند دوست اپنے اخلاص کی وجہ سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن میں کئی غیر احمدی بھی

تھے اور چالیس پچاس عورتیں بھی تھیں میں اخبار میں شائع کرا چکا ہوں اور اس موقعہ پر بھی دوستوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں صرف جماعت کے مردوں کا خلیفہ نہیں بلکہ عورتوں کا بھی خلیفہ ہوں اور ان کا بھی حق ہے کہ وہ زیارت کے لئے آئیں۔ مگر چاہئیے کہ پہلے مرد پیچھے ہٹ جایا کریں اور عورتیں سلام کرتی ہوئی گذر جائیں۔ اس کے بعد مرد مصافحہ کیا کریں۔ مگر چونکہ مرد نہ

عورتوں کے حقوق

کا خیال رکھتے ہیں اور نہ انہیں اسلامی تعلیم سے آگاہ کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بعض دفعہ ایسی باتیں کر بیٹھتی ہیں جو شرعاً ناجائز ہوتی ہیں۔ اس کی کچھ وجہ یہ بھی ہے کہ پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں میں پیروں نے معانقہ کا رواج ڈال دیا ہوا ہے۔ [illegible] اور عورتیں اس کو بُرا نہیں سمجھتیں بہرحال جب میں اُترا۔ اور مردوں سے مصافحہ کرنے لگا تو یکدم عورتیں آگے آگئیں اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرنا چاہا۔ میں اپنے ہاتھ کو پیچھے ہٹاؤں تو وہ اور آگے بڑھیں یہاں تک کہ انہوں نے میرے ہاتھ کو کھینچنا شروع کر دیا۔ آخر میں نے اپنا ہاتھ بغل میں دبا لیا تاکہ وہ اسے کھینچ نہ سکیں مگر اتنے میں چکر کاٹ کر وہ دوسری طرف سے آگئیں اور میرے دوسرے ہاتھ کے ساتھ چمٹ گئیں۔ میں نے جب دیکھا کہ اب میں عورتوں سے اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتا تو بھاگ کر اپنے ڈبہ کے پاس کھڑا ہو گیا اور میں نے کہہ دیا کہ میں کسی سے مصافحہ نہیں کروں گا اور جب گاڑی چلی تو میں نے اپنی بیوی سے شکوہ کیا کہ

عورتوں کی تربیت

کے لئے لجنہ کیا کر رہی ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ تم کچھ بھی کام نہیں کرتیں میں ابھی یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ میری جیبوں میں جلیبیاں بھری پڑی ہیں اور ان کے شیرہ سے کوٹ کا بُرا حال ہے معلوم ہوتا ہے جب وہ کشتی ہوئی تو عورتوں نے یہ دیکھتے ہوئے کہ ہمارے پیر صاحب سفر پر جا رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں ضعف ہو جائے میری جیب میں جلیبیاں ڈالنی شروع کر دیں چنانچہ جب میں نے جیبیں خالی کیں تو معلوم ہوا کہ پانچ پانچ سیر جلیبیوں کے اندر پڑے ہوئے تھے اب یہ تبلیغ اور [illegible]

صحیح تربیت کی کمی

کا ہی نتیجہ ہے۔ جلسہ سے دوست سٹوق میں عورتوں کو تو اپنے ساتھ لے آتے ہیں مگر انہیں یہ بتاتے نہیں کہ اسلامی احکام

کیا ہیں۔ اس وقت اسٹیشن پر مخالف بھی تھے وہ یہ دیکھتے ہوں گے تو کیا کہتے ہوں گے تو ہمیں اپنی جماعت کی تعلیم و تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے مبلغین کو چاہئیے کہ وہ بار بار جماعتوں میں جائیں اور اسلامی احکام سے انہیں آگاہ کرتے رہیں۔ میں دوستوں کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اس دفعہ یہ فیصلہ کیا ہے کہ مدرسہ احمدیہ کا رنگ بدل دیا جائے۔ کیونکہ مدرسہ احمدیہ

میں سے جو علماء نکل رہے ہیں وہ علماء کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ چنانچہ

میں نے فیصلہ کیا ہے

کہ آئندہ مدرسہ احمدیہ میں بجائے مڈل پاس کے انٹرنس پاس لڑکے لئے جایا کریں۔ جب شروع میں میں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پرائمری پاس کی بجائے مڈل پاس لڑکے مدرسہ احمدیہ میں لئے جائیں تو میر محمد اسحٰق صاحب نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس طرح تو کوئی لڑکا نہیں آئے گا میں نے کہا نہ آئے ہم اصول ہی رکھیں گے چنانچہ پہلے سال صرف ایک لڑکا آیا مگر اس کے بعد آہستہ آہستہ یہ تعداد بڑھتی گئی۔ اسی طرح اب بھی ممکن ہے ایک دو سال تک انٹرنس پاس لڑکے کم آئیں یا بالکل نہ آئیں مگر ہم نے اب قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ انٹرنس پاس لڑکے ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کئے جائیں گے بجائے اس کے کہ مولوی پر .... فاضل پاس کر لینے کے بعد ہم بڈھے طوطوں کو انگریزی پڑھائیں یہی بہتر ہے کہ شروع سے ہم وہی لڑکے لیں جنہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا ہوا ہو۔ اس طرح صرف دو سال میں وہ مدرسہ احمدیہ پاس کر لیں گے اور اس کے بعد جامعہ احمدیہ میں چلے جائیں گے جہاں انہیں تبلیغ کے لئے تیار کیا جائے گا۔

میں دوستوں کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس سال سے میں نے

دیہاتی مبلغین کی کلاس

کو اڑا دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی مدرسہ احمدیہ کی مختلف کلاسز میں پندرہ پندرہ اٹھارہ اٹھارہ لڑکے موجود ہیں اس لئے ہمیں فی الحال اور دیہاتی مبلغین کی ضرورت نہیں۔ اگر اسی طرح لڑکوں کی تعداد جاری رہی تو پھر اس کلاس کو دوبارہ جاری کرنے کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح ہمیں دیہاتی مبلغین سے زیادہ بہتر علماء دستیاب ہو سکتے ہیں۔

میں نے گذشتہ جلسہ سالانہ پر

جماعت کی علمی ترقی کے لئے

ایک کورس تجویز کیا تھا وہ کورس اتنا پسند کیا گیا تھا کہ کئی غیر احمدیوں کی مجھے چٹھیاں آئیں کہ جب یہ کورس تیار ہو جائے تو ہمیں بھی اس کی کاپیاں بھجوائی جائیں مگر غفلت کا ستیاناس ہو کہ جہاں کالج میں ہمارے بیس پروفیسر ہیں ہائی سکول میں ہمارے ۲۳ اساتذہ ہیں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں ہمارے دس استاد ہیں۔ علماء اور مبلغین کی ایک بڑی بھاری جماعت ہے وہاں ان میں سے کسی ایک بخت کو ایک رسالہ لکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ انہیں دس دس گھنٹے اپنے دوستوں کے ساتھ گپیں ہانکنے کے لئے مل جاتے ہیں مگر اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے انہیں کوئی وقت نہیں ملتا یہ اتنی

خطرناک مردنی کی علامت ہے

کہ اس کو دیکھ کر دل کانپ جاتا ہے۔ جس قوم کے ذمہ وار لوگوں میں اتنا بھی احساس نہیں کہ وہ اپنی قوم کے علمی معیار کو بلند کرنے کیلئے چند گھنٹے صرف کر سکیں ان سے اور کیا امید کی جا سکتی ہے۔ پس میں تمام علماء اور مبلغین اور پروفیسروں اور اساتذہ اور دوسرے ذمہ دار لوگوں پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے فرض کو بری طرح بھلا دیا ہے اور احمدیت کا نہایت ہی بُرا نمونہ پیش کیا ہے۔ اگر میری اس ملامت کے بعد بھی ان کو ہوش آجائے اور وہ یہ سمجھ جائیں کہ وہ جانور نہیں کہ جن کا کام رات دن روٹی کھا لینا ہے بلکہ وہ انسان ہیں جن کا کام یہ ہے کہ وہ

اپنی زندگیاں دین کیلئے وقف کریں

تو شاید میری تنبیہہ ان کی نجات کا موجب ہو جائے۔ چاہئیے تھا کہ وہ راتوں کو جاگتے تاکہ

جماعت کا علمی معیار

اونچا ہو جاتا اور وہ سکیم جس کی اہمیت اور فوائد کا بعض شدید ترین مخالفین نے بھی اعتراف کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ جب یہ کتابیں تیار ہو جائیں تو ہمیں بھی دیں اس سکیم کے ماتحت وہ مختلف عنوانات پر کتابیں لکھ کر شائع کرتے مگر اعلان کئے گئے شور مچایا گیا خط لکھے گئے اور وہاں کرائی گئیں مگر کسی کو یہ موقع ملا کہ وہ خدا کے خوف سے کام لے اور اپنے وقت کو ضائع کرنے کی بجائے اسے جماعت کے لئے اور دین کے لئے خرچ کرے اس کے بعد میں اس دعا کے ساتھ مجلس شوریٰ کا اجلاس کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان علماء اور کبراء کہلانے والوں کو توفیق دے کہ وہ اپنے ایمان کو اس

شہ چیچہ وطنی ضلع منٹگمری کا یہ ارشاد ربوہ میں جاری مدرسہ احمدیہ کے بارہ میں ہے جبکہ ہندوستان کے حالات کے پیش نظر قادیان میں جاری مدرسہ احمدیہ میں اب بھی مڈل پاس طلبہ ہی لئے جاتے ہیں۔ اس میں تبدیلی نہیں ہوئی (ادارہ)

دنیا سے سلامت لے جائیں اور اپنی زندگیوں کو دین کی اشاعت کے لئے صرف کریں ہم کفار کو دیکھتے ہیں وہ خدا کے منکر ہیں مگر انہیں دن رات یہی دُھن لگی رہتی ہے کہ کسی طرح ایسے کام کر جائیں جن سے دنیا ایک مدت دراز تک فائدہ اُٹھاتی رہے گر ہمیں آخرت کی امیدیں دلائی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انھیں جنت ملے گی

انھیں خدا کا قرب حاصل ہوگا

مگر اس کے باوجود وہ اپنے اوقات کو دین کے لئے خرچ کرنے کو تیار نہیں۔ یہ اندھا پن دعاؤں سے ہی دور ہو سکتا ہے اس کے سوا ہمارے پاس اور کیا ذریعہ ہے۔ پس وہ جو اس کوتاہی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ آؤ ہم ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کے نابینا پن کو دور کرے اور ان کی آنکھوں کو کھولے اور ان کی ہمتوں کو بلند کرے اور انھیں صحیح ایمان بخشے اور پھر صحیح ایمان بخش کر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

میں نے لفظ بڑے سخت استعمال کئے ہیں مگر یہ الفاظ بھی اس سوزش کو ظاہر نہیں کرتے جو تمہاری سستی اور غفلت کو دیکھ کر میرے اندر پیدا ہو رہی ہے۔ کیا چیز ہے جس کی مستقبل میں ہم تم سے امید کر سکتے ہیں بے کار بیٹھے ہوئے وقت ضائع کر رہے ہیں۔ مگر یہ توفیق نہیں ملتی کہ سلسلہ کے عام طبقہ کی خدمت کے لئے اپنے اوقات خرچ کریں۔ پس آؤ

ہم خدا تعالےٰ سے بھی دعا کریں

کہ وہ اس اندھے پن کو دور کرے ہم کوشش تو کرتے ہیں مگر ہم اپنی کوششوں میں ناکام رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے اپنے گناہ بھی اس میں حائل ہیں۔ اگر ہمارے اندر گناہ نہ ہوتے تو ہماری آواز اتنی صدا بصحرا نہ ہوتی۔ ہماری آواز اتنی بے اثر نہ ہوتی۔ پس سب سے پہلے میں اپنے لئے دعا کرتا ہوں کہ خدا مجھے اس شامت اعمال سے بچائے جس کی وجہ سے میں جماعت میں وہ تغیر پیدا نہیں کر سکا جس تغیر کا پیدا کرنا ضروری ہے اور پھر میں آپ لوگوں کے متعلق دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو بھی توفیق دے کہ آپ اپنی زندگیوں کو زیادہ سے زیادہ مفید کاموں میں صرف کریں۔ اور ایسی نسلیں پیدا کریں جن کے دلوں میں حقیقی ایمان اور حقیقی سوزش اور حقیقی درد ہو۔ اور وہ ایسی قربانیاں پیش کریں جن کی مثال یورپ اور امریکہ بھی پیش نہ کر سکتا ہو۔

اس کے بعد حضور نے تمام حاضرین سمیت نہایت تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعا فرمائی اور مجلس خدام کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (الفضل ۱۸ $\frac{5}{62}$)

علاقہ ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) میں تبلیغ اسلام کی کامیاب مساعی

احمدیہ مسلم مشن ٹبورا کی سہ ماہی کارگذاری کا خلاصہ

بابت ماہ جولائی اگست و ستمبر ۶۱ء

از مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدیہ مسلم مشنری مقیم ٹبورا (مشرقی افریقہ)

بفضلہ تعالےٰ عرصہ زیر رپورٹ میں اس عاجز نے ٹانگانیکا کے دس صوبہ جات میں سے ۵ صوبوں کے بعض حصوں میں کام کرنے کی توفیق پائی۔ قریباً سترہ سو میل سفر کیا۔ دو ہزار سے زائد پمفلٹ تقسیم کئے۔ زبانی اور بذریعہ لٹریچر سینکڑوں افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ ۲۴ افراد بفضلہ تعالیٰ بیعت کر کے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے۔ الحمد للہ۔ درخواست دعا کے ساتھ رپورٹ پیش خدمت ہے۔

موانزا۔ عیسائیوں اور اس عاجز کے درمیان قرار پایا تھا کہ یکم جولائی ۱۹۶۱ء بروز ہفتہ ۹ بجے صبح بعض اختلافی مسائل پر ہمارے درمیان موانزا مارکیٹ کے نزدیک تبادلہ خیالات ہوگا۔ عاجز وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گیا۔ بہت سے افریقن مسلمان جنہیں اس انتظام کا علم تھا گفتگو سننے کے لئے شوق سے جمع ہو چکے تھے لیکن وہ عیسائی دوست جن کے ساتھ تبادلہ خیالات کا فیصلہ ہوا تھا وہ نہ آئے۔ آخر ۱۰$\frac{1}{2}$ بجے تک انتظار کے بعد حاضرین نے اپنی طرف سے سلسلہ سوال و جواب شروع کر دیا۔ لوگ کافی تعداد میں جمع ہو گئے۔ زیادہ مسلمان تھے اور کچھ عیسائی بھی۔ عیسائیت اور اسلام میں فرق نام طور پر زیر بحث رہا۔ ایک افریقن مسلمان جو شروع سے ہماری گفتگو سن رہے تھے اور غالباً وہ پہلی بار کسی احمدی مبلغ کی گفتگو سن رہے تھے اس ناچیز کو مخاطب ہو کر کہنے لگے شیخ تم اپنے آپ کو ولی اللہ کیوں نہیں کہتے؟ میں نے ہنس کر جواب دیا کہ میں تو ایک معمولی خادم اسلام ہوں اور ہر احمدی مسلمان خادم اسلام ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ اچھا آپ ٹانگانیکا میں اسلام کی ترقی کے لئے دعا کرا دیں۔ چنانچہ اس پر عاجز نے تمام مسلمان حاضرین سمیت مل کر احیائے اسلام کے لئے لمبی دعا کی اور عیسائی دوست کھڑے دیکھتے رہے۔

مکرم جناب غلام احمد صاحب حنیف کھوکھر سے ملاقات۔ یوگنڈا سے پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جنجہ الحاج محمد حسین صاحب کھوکھر کے بڑے صاحبزادے عزیزم غلام احمد صاحب حنیف جو اپنے بزرگ والد کی طرح بڑے مخلص اور خدمت دین کا جوش رکھنے والے ہیں۔ اپنے تجارتی دورہ پر موانزا تشریف لائے۔ موانزا میں کسی احمدی دوست سے واقف نہ تھے اور نہ ہی ہمیں ان کی آمد کے متعلق کوئی علم تھا۔ ایک شام جب عاجز مکرم جناب برادرم نذیر احمد صاحب ڈار سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے ساتھ ان کی کار میں جھیل وکٹوریا کے کنارے سیر کے لئے گیا اور ڈار صاحب کار روک کر ٹھہرے ہوئے تھے۔ شام کا وقت تھا۔ رات ہونے کو آئی تھی عزیزم حنیف صاحب متفکر اور پریشان اپنی کار پر اُس جگہ آ کر کھڑے ہو گئے۔ سوچتے تھے کہ کسے اور کہاں ملوں کہ اتفاقاً میری اُن پر نظر پڑ گئی۔ عاجز فوراً کار سے نکلا۔ انہیں جا کر ملا۔ اور مکرم جناب ڈار صاحب سے اُن کا تعارف کرایا۔ اس بروقت اچانک ملاقات پر حنیف صاحب کو بھی اور ہمیں بھی انتہائی خوشی ہوئی اور ہم سب ڈار صاحب کے ہاں پہنچے۔ الحمد للہ۔

موانزا میں عزیزم غلام احمد صاحب حنیف کو اپنے ایک پرانے دوست سے جو اثنا عشری جماعت کے عہدیدار اور بااثر شریف فرد مسٹر یوسف اُتھمان (?) صاحب ہیں ملانے گیا۔ حنیف صاحب کا اُن سے تعارف کرایا۔ اور کچھ دیر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ حنیف صاحب اُن سے نظام سلسلہ عالیہ احمدیہ کی برکات خصوصاً تبلیغی نظام اور مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قربانیوں کا ذکر کرتے رہے۔ مسٹر عثمان ہماری اس ملاقات سے بڑے خوش اور متاثر ہوئے

ٹبورا میں مصروفیات

تعلیم و تربیت روزانہ نماز فجر کے بعد سواحیلی زبان میں درس قرآن کریم دیتا رہا۔ علاوہ ازیں اللہ کے پندرہ روزہ اجلاسوں میں اُردو اور سواحیلی دونوں زبانوں میں درس قرآن کریم دیتا رہا۔ نماز مغرب کے بعد روزانہ سواحیلی زبان میں درس حدیث دیتا رہا۔ نماز عشاء کے بعد روزانہ ایک گھنٹہ غیر از جماعت طلباء کو انگریزی پڑھاتا رہا۔ تین شیعہ نوجوانوں کو بائیبل سے بعض ضروری حوالہ جات اور نوٹ لکھواتا رہا۔

تبلیغ۔ جتنا عرصہ عاجز ٹبورا میں قیام پذیر رہا بفضلہ تعالےٰ شہر اور مضافات اور ارد گرد کے علاقہ میں تبلیغ کرتا رہا۔ کذیمبہ۔ ماؤنسے اور ٹوٹو اور سلوشی (رینگانی) کا دورہ کیا۔

جماعت احمدیہ ربوہ (رینگانی) کا جنرل اجلاس بلا کر عہدیداران جماعت کا انتخاب کرایا۔ دفتر میں تشریف لانے والے زائرین کی لٹریچر سے خدمت کرتا اور ان کے سوالوں کے جواب دیتا رہا۔ ۱۰۰ افراد ہر ماہ تبلیغی لٹریچر بذریعہ ڈاک بھجواتا رہا۔ غیر از جماعت دوستوں کو لائبریری سے کتب برائے مطالعہ بھی دیتا رہا۔ ایک سکھ دوست نے گورمکھی ترجمہ قرآن کریم اور دوسرے سکھ دوست نے گورمکھی زبان میں سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر پڑھی۔

ڈسٹرکٹ افسر مسٹر Millin (?) کے ساتھ انہی کے دفتر میں عیسائیت اور اسلام کے باہمی اختلافات پر دلچسپ گفتگو ہوئی اور عاجز اس متعصب انگریز افسر کے سوالوں کا جواب دیتا رہا۔

ٹانگانیکا کی حکمران پارٹی ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے پرانشل چیئرمین مسٹر رجب صالح ٹامبو صاحب کو دو دفعہ کھانے پر مدعو کیا اور انہیں سلسلہ کی تعلیم سے آگاہ کیا جن دوستوں کو تبلیغ کی گئی ان میں چیف عبداللہ فنڈیکیرا صاحب کے چھوٹے بھائی مسٹر رشیدی فنڈیکیرا صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

چیف محمد ملوفیا صاحب کی آمد ہمارے مخلص احمدی دوست چیف محمد ملوفیا صاحب چیفوں کی کانفرنس میں شمولیت کے لئے چند دن کے لئے تشریف لائے۔ ان کے ساتھیوں کو لٹریچر دیا گیا۔ اور تبلیغ کا موقع ملا۔

پروفیسر J.S. TRIMINGHAM صاحب کی آمد۔ ۱۵ $\frac{7}{61}$ بروز ہفتہ گورنمنٹ

سیکنڈری سکول کے ٹیچر مسٹر D.F.S mook کے ہمراہ ہمارے دفتر میں صدر شعبہ عربی گلاسکو یونیورسٹی جناب پروفیسر Trimingham صاحب تشریف لائے۔ اُن کی چائے اور لٹریچر سے خدمت کی گئی۔ اور اُنہیں ضروری معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ وہ احمدیت یا اسلام کے متعلق کوئی کتاب لکھنا چاہتے ہیں معلوم ہوتا ہے انہیں عیسائی مشن۔ برٹش حکومت یا کسی ادارہ کی طرف سے اس اہم کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ آپ معمر آدمی ہیں اور اسلام کے خلاف تعصب رکھتے ہیں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک انہیں تبلیغ کرنے کا بھی موقع ملا۔ اس موقع پر مکرم جناب سردار بشارت احمد صاحب بھی تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی پیغام حق پہنچانے میں اپنا فرض ادا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

سوشل۔ چیف عبداللہ فنڈیکرا صاحب وزیر قانون اور صدر ایسٹ افریقن مسلم ویلفیئر ایسوسی ایشن کے والد الحاج سلطان سعیدی فنڈیکرا صاحب کی وفات عاجز کی ٹبورا سے غیر حاضری کے دنوں میں ہوئی تھی۔ اس لئے سفر سے واپسی پر TEMIA تک جاکر تعزیت کی۔ اور چیف کو تعزیت کا خط لکھا۔

ویسٹرن پراونس فٹ بال ایسوسی ایشن نے ہمارے پراونس فٹ بال کی ٹیم کے دوسرے صوبوں کی ٹیموں کو شکست دے کر کپ جیتنے پر ایک بڑی پارٹی کا انتظام کیا۔ دعوت نامہ ملنے پر عاجز بھی پارٹی میں شریک ہوا۔ اور کھلاڑیوں اور دوسرے معززین سے ملاقات کی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ مسٹر جاب لُسینڈے کی تشریف آوری پر ٹبورا ٹاؤن کونسل کی طرف سے اُن کے اعزاز میں پارٹی دی جس میں شامل ہونے کی عاجز کو بھی دعوت ملی اور پارٹی میں شامل ہوکر وزیر لوکل گورنمنٹ اور دوسرے افسران اور شرفاء سے ملاقات کی۔

ہماری مسجد کے سامنے باغیچہ کے ایک حصہ پر ٹاؤن کونسل بس سٹینڈ بنانا چاہتی تھی۔ اس سلسلہ میں ٹاؤن شپ کی ہائی وے کمیٹی کو خطاب کیا۔

T.A.N.U. ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین حکمران پارٹی کی پراونشل اور ڈسٹرکٹ ایگزیکٹیو نے ۱۲ سے ۱۱ ووٹ کی اکثریت سے عاجز کو ٹبورا ٹاؤن کونسل کے لئے کونسلر چُنا اور تمام کاغذات تیار ہوکر ہیڈ کوارٹر دارالسلام پہنچ گئے وہاں سے نیشنل ایگزیکٹو نے بھی عاجز کا نام منظور کر لیا۔ لیکن عاجز کا ووٹ چونکہ گذشتہ لمبے سفروں کی وجہ سے رجسٹر نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے پولنگ افسر صاحب نے نامزدگی کے کاغذات منظور نہ کئے۔ جس پر ٹبورا کے افریقن اور ایشین سب نے افسوس کا اظہار کیا۔

دارالسلام۔ سالانہ کانفرنس میں شمولیت ۸/۶۱ ۴ کو معلم رشیدی صاحب کے ہمراہ بذریعہ ٹرین سالانہ کانفرنس میں شمولیت کے لئے دارالسلام کے لئے روانہ ہوکر ۸/۶۱ ۵ کو عصر کے وقت دارالسلام پہنچا۔ مکرم جناب شیخ محمد منور صاحب مبلغ انچارج ٹانگانیکا۔ مکرم شیخ امری عبیدی صاحب M.N.A ممبر آف دارالسلام اور جماعت کے ذمہ دار احباب ریلوے سٹیشن پر موجود تھے پہنچتے ہی کانفرنس کے معاملات میں معروف ہو گئے۔ یہ کانفرنس بلحاظ ٹانگانیکا مشن کے الگ یونٹ ہونے کے ٹانگانیکا کی پہلی کانفرنس تھی۔ اور اس جہت سے کہ اس کانفرنس میں افریقن نمائندگان سو سے زیادہ تھی اپنی قسم کی پہلی کانفرنس تھی جو بفضلہ تعالیٰ نہایت کامیاب رہی۔ ۸/۶۱ ۷ کو کانفرنس لمبی اجتماعی دعا کے بعد ختم ہوئی۔ لیکن عاجز ضروری مشوروں اور بعض ضروری امور کی سرانجام دہی کے لئے مکرم و محترم جناب مولانا محمد منور صاحب کی ہدایت پر دارالسلام ٹھہر گیا اور اکیلے معلم رشیدی صالح صاحب کو واپس ٹبورا بھیج دیا۔

مسٹر ٹیلر کی تشریف آوری۔ اسلامیات کے انگریز طالب علم مسٹر ٹیلر نے جو کہ اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ کے لئے جا رہے تھے۔ برادرم مکرم جناب مولانا محمد منور صاحب ۸/۶۱ ۱۲ صبح ۹ بجے ملنے کا وقت لیا ہوا تھا۔ مولانا نے عاجز کو بھی اس موقع پر حاضر رہنے کا ارشاد فرمایا۔ اس ہوشیار اور ذہین نوجوان کو تبلیغ کرنے سے کہ جو غالباً اسلامیات کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد پادری بنیں گے یا عیسائیوں کے لئے لٹریچر تیار کریں گے اس عاجز نے بھی تھوڑا حصہ لیا۔ زیادہ تر مولانا ہی اُن سے گفتگو فرماتے رہے۔

حکام اور لیڈروں سے ملاقاتیں۔ ضروری معلومات حاصل کرنے کے سلسلے نیز چند ضروری کاموں کے سلسلہ میں اس عاجز نے مسٹر سعدان عبدی کنڈو رو (جو ٹانگانیکا بھر کے بوڑھوں کے پریذیڈنٹ اور ہمارے پرانے دوست ہیں) سے آنریبل وزیر اعظم ڈاکٹر جوالیس Nyerere سے۔ وزیر قانون آنریبل چیف عبداللہ فنڈیکرا سے وزیر صحت آنریبل مسٹر رشیدی کوادا سے (جو اب وزیر اعظم ہیں) وزیر تراحمت آنریبل سعیدی ٹبوا سے۔ وزیر صنعت و تجارت آنریبل مسٹر جمال سے۔ وزیر اعظم صاحب کے پارلیمنٹری سیکرٹری مسٹر لیو کے منانکا سے۔ تقریبات یوم آزادی کے انسرانچارج مسٹر T.P. Jones سے وزارت تعلیم کے ایک ذمہ دار افسر مسٹر کننگھم ہاکنز سے اور موروگورو کے پراونشل کمشنر سے جو کہ پہلے ٹبورا میں ڈسٹرکٹ کمشنر ہوا کرتے تھے ان کے دفتروں یا گھروں پر ملاقاتیں کیں

آنریبل مسٹر رشیدی کوادا نے (جو اب بحکمہ موجودہ وزیر اعظم صاحب) کے گھر پر وائس پریذیڈنٹ ساؤتھ افریقن A.N.C (افریقن نیشنل کانگرس) مسٹر آلیور ٹامبو سے بھی ملاقات ہوئی۔ اُنکی خدمت میں انگریزی کتاب "احمدیت" کا ایک نسخہ پیش کیا۔ اور ساؤتھ افریقہ کے حالات دریافت کئے۔

دارالسلام سے واپسی پر ایک روز قبل مکرم جناب مولانا محمد منور صاحب کے ساتھ گورنر صاحب سے ملنے گورنمنٹ ہاؤس گیا لیکن انکی علالت کے باعث ملاقات نہ ہو سکی اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ملکر واپس آ گئے۔ لینڈ آفس افسر صاحب سے بعض ضروری امور کے سلسلہ میں ملے۔ وزیر داخلہ مسٹر جارج کہاما صاحب سے ملنے گئے۔ وہ ابھی لمبے سفر سے واپس پہنچے ہی تھے اسلئے ملاقات نہ ہو سکی اور دوسرے دن ملاقات کا وقت مقرر کرکے ہم واپس لوٹے

۸/۶۱ ۲۱ دارالسلام سے ½ ۹ بجے رات بذریعہ ٹرین اِرنگا جانے کے لئے عزیزم معلم عمر عبداللہ صاحب کو ساتھ لے کر عاجز موروگورو کے لئے روانہ ہوا۔ معلم موصوف کو وہاں چھوڑ کر اِرنگا باقاعدہ مشن شروع کرنے کا ارشاد تھا۔

اِرنگا کے حالات۔ ۸/۶۱ ۲۲ ٹرین ½ ۶ بجے صبح موروگورو کی ٹھنڈی فضا میں پہنچی۔ دارالسلام کی گرمی سے نکلکر موروگورو کی کیف آور آب و ہوا میں پہنچا ایک دلکش تبدیلی تھی جی تو چاہتا تھا کہ یہیں کام شروع کر دیں۔ لیکن ابھی سخت سرد جگہ جانے کا حکم تھا۔ ریلوے سٹیشن پر استقبال کے لئے پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ موروگورو مکرم جناب ڈاکٹر طفیل احمد صاحب ڈار اور ان کے صاحبزادگان تشریف لائے ہوئے تھے۔ احباب اور بعض لیڈروں سے ملاقاتوں اور ہمارے افریقن مبلغ مکرم جناب شیخ صالح مبارک صاحب کے کام کے جائزہ کے بعد دوسرے ہی دن یعنی ۸/۶۱ ۲۳ کو ہم ریلوے کی بس کے ذریعہ ½ ۱۲ بجے بعد دوپہر ارنگا کے لئے روانہ ہوئے۔ پہاڑی علاقہ میں بس چڑھتی اُترتی اور سڑک کے ساتھ بل کھاتی ہوئی ۹ گھنٹے کی بجائے مشکل ½ ۹ بجے رات اِرنگا بس سٹیشن پر پہنچی۔ بس سٹیشن شہرسے ذرا باہر اور جس محلہ میں احمدی تھے وہ اور بھی دور تھا۔

اِرنگا میں ایک مختصر سی جماعت موجود تھی معلم آدم یوسف اُلیڈی صاحب کو ہمارے آنے کی اطلاع تھی۔ وہ انتظار کرتے کرتے جب تھک گئے تو شہر کو واپس چلے گئے۔ یہ عاجز اور معلم عمر عبداللہ صاحب دونوں ارنگا میں پہلی ہی بار آئے تھے اور ذاتی تعارف کسی سے بھی نہ تھا۔ سردی شدید تھی اور ہوا کی تیزی اس میں خوب اضافہ کر رہی تھی معلم عمر عبداللہ صاحب گرم علاقہ کے باشندہ ہونے کے باعث سخت تکلیف محسوس کرتے اور کانپ رہے تھے۔ بس سٹیشن سے بہت کوشش کی۔ لیکن معلم آدم یوسف اُلیڈی صاحب کے گھر کا اتا پتہ نہ ملا۔

آخر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے دعا مانگتے ہوئے ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے کہ کوشش کرینگے اور اگر ہمارے احمدی بھائی کا پتہ نہ چلا تو کسی مسجد یا مسافرخانہ۔ ہوٹل یا پولیس سٹیشن میں جا ٹھہریں گے۔ خدا تعالیٰ کی قدرتیں بھی عجیب ہیں راہ ہی ہوٹل جہاں ٹیکسی ڈرائیور نے موٹر کھڑی کرکے معلم آدم صاحب کے متعلق دریافت کرنے گیا وہ جگہ تھی جہاں معلم موصوف مل گئے اور خود معلم موصوف سے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے جاکر دریافت کیا کہ کبھی یہاں معلم آدم یوسف صاحب کے کچھ مہمان ہیں کیا آپ مجھے اس معلم کے متعلق کچھ بتا سکتے ہیں کہ وہ کدھر رہتے ہیں؟ معلم آدم صاحب نے جواب دیا کہ میں ہی معلم آدم یوسف اُلیڈی ہوں۔ چنانچہ وہ بڑی خوشی سے ہمیں ملے اور ہماری ٹیکسی میں بیٹھ کر ہمیں محلہ الالا لے گئے اور ہمیں الالا کو ارٹر نمبر ۳ میں جو بر لب سڑک ایک غیر احمدی دوست مسٹر سویدی Nguvumali صاحب کے ہاں ٹھہرایا۔ احباب احمدی اور غیر احمدی ہمارے انتظار میں پہلے ہی جمع بیٹھے تھے۔ رات ۲ بجے تک حاضرین کے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری رہا۔

دوسرے دن عاجز معلم عمر عبداللہ صاحب کو ساتھ لے کر ممبر آف دی نیشنل اسمبلی مسٹر بجاج۔ ڈی۔ سی صاحب اور لوالی صاحب کو ملنے گیا۔ ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے دفتر میں بھی گیا۔ خود لوگوں سے تعارف حاصل کیا۔ اور معلم عمر صاحب کو بھی ملایا۔ لوالی مسٹر سعیدی سیف صاحب کو اُن کے سوال کے جواب بائیبل سے عیسائیوں کو تبلیغ کرنے کے لئے لکھائے۔

اِتفاقاً مسٹر احمد کو سے صاحب ایک پرانے دوست جو ارنگا میں ہیلتھ انسپکٹر تھے سڑک پر مل گئے۔ بڑی ہی محبت سے ملے۔ اور بفضلہ تعالیٰ محلہ الالا سے شہر اور مضافات میں جانے کی مشکل حل ہو گئی اُنہوں نے عاجز کو جگہ جگہ پہنچانے کے لئے بخوشی اپنی خدمات پیش کیں۔ اور کئی بار عاجز

کی درخواست پر بر وقت پہنچ کر جہاں جانا تھا وہاں پہنچا دیا۔

افضال الٰہی۔ ہر روز دن کو بھی اور رات کے بارہ ایک بجے تک احمدی اور غیر احمدی دوست عاجز کے جائے قیام پر جمع ہو کر تحقیق حق کے لئے سوالات کرتے رہتے۔ دو دن میں بفضلہ تعالیٰ ۲۶ افراد نے بیعت کی۔ الحمد للہ۔ جس معزز اہل سنت والجماعت کے گھر میں عاجز کا قیام تھا وہ بھی بیعت کر کے نور احمدیت سے منور ہوئے ایک اور معلم موسیٰ صاحب نے بھی بیعت کی اور اسی دن احمدیہ سکول کھولنے کے لئے اپنا ۴ کمرہ کا مکان مشن کو پیش کر دیا جس میں معلم عمر عبداللہ صاحب اب خود رہتے ہیں اور احمدی اور غیر از جماعت بچوں کو دینیات پڑھاتے ہیں۔ جماعت کے احباب کا جنرل اجلاس بلا کر عہدیداران جماعت کا انتخاب کرایا۔

شہر اور علاقہ میں ہمارے ارنگا آنے اور تبلیغ کرنے نیز لوگوں کے بیعت کرنے کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔ شیخ رجب [illegible] صاحب جو [illegible] کے بڑے صاحبزادے عزیزم شیخ رجب صاحب احمدی ہیں عاجز کو ملنے آئے اور بڑی محبت سے ملے۔ عاجز بھی ایک دن ان کے ہاں ملنے گیا۔ وہ شہر سے باہر تین چار میل دور اپنی مسجد کے امام ہیں۔ ایک روز جب ہم شہر میں سڑک پر سے گذر رہے تھے تو ایک طرف شہر کے سُنی علماء اور لیڈر جمع ہو کر کھڑے ہمارے ہی متعلق باتیں کر رہے تھے کہ عاجز نے فوراً ان کی طرف رخ کیا اور ان سے تعارف حاصل کرنے کے بعد انہیں اپنی آمد کے اصل مقصد سے آگاہ کیا اور سوالوں کے جواب دیئے۔

مسائل تجہیز و تکفین۔ جب عاجز ارنگا پہنچا تھا احمدی اور غیر احمدی نوجوان بار بار مجھ سے میت نہلانے کفنانے اور دفنانے کے متعلق سوالات پوچھتے رہے اور بیان کرتے رہتے کہ اہل سنت والجماعت کے شیوخ اور معلمین میت کو نہلانے کفنانے اور دفناتے وقت بالکل عوام کی نظروں سے چھپا کر رکھتے ہیں۔ اسلئے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں اور خطرہ ہے کہ کوئی مسلمان ایسی جگہ فوت ہو جائے کہ جہاں عام مسلمان کے علاوہ کوئی شیخ یا معلم موجود نہ ہو تو سخت مشکل پیش آ سکتی ہے۔

آخر عاجز نے انہیں کہا کہ ۲۷؍۴؍۶۱ بروز اتوار نماز عشاء کے بعد ایک گڑیا اور بڑے سائز کی [illegible] لے کر آئیں۔ ۹ بجے رات میرے جائے قیام پر فرضی میت یعنی گڑیا لائی گئی اور عاجز نے انہیں پوری طرح غسل میت۔ کفن میت۔ جنازہ اور دفن میت کے طریق عملاً سمجھائے جس سے تمام حاضرین تسلی پا کر بہت خوش ہوئے۔

کالینگا میں تبلیغ۔ ارنگا سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر علاقہ کے مشہور اور سب سے بڑے چیف۔ چیف آدم ساپالی صاحب کا گاؤں اور مکان وغیرہ ہے۔ ہم نے ٹیلیفون کر کے چیف صاحب کو ملنے کے لئے ۳ بجے بعد دوپہر کا وقت لیا ہوا تھا۔ مسٹر احمد کوجے اپنی موٹر کار لیکر عین وقت مقررہ پر تشریف لائے اور ہم ان کے ساتھ کالینگا کے لئے روانہ ہوئے۔ چیف صاحب سو رہے تھے لیکن خبر ملتے ہی فوراً بیٹھک میں تشریف لے آئے اور نہایت محبت اور تپاک سے ملے۔

وہیں گاؤں کے معلم اور ایک مہمان معلم بھی مجلس میں شریک ہو گئے۔ اور عاجز نے انہیں معلم عمر عبداللہ سے اور مسٹر سویدی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سے تعارف کرانے کے بعد پیغام حق پہنچانا شروع کیا۔ ہمارا ارادہ جلد واپس جانے کا تھا۔ لیکن چیف صاحب نے گفتگو میں اتنی دلچسپی لی کہ اپنے اندرون خانہ جا کر ہدایت دے آئے کہ چائے ۵ بجے سے پہلے نہ بھیجی جائے۔

جب ہم نے جی بھر کر تبلیغ کر لی اور وہ بھی اچھی طرح سیر ہو گئے تو نوکر کو چائے لانے کے لئے اشارہ کیا اور مجھے ہنس کر کہنے لگے کہ مجھے ڈر تھا کہ آپ ٹیلیفون کے پیغام کے مطابق جلدی واپس نہ چلے جائیں اسلئے میں اپنی بیوی کو کہہ آیا تھا کہ چائے ۵ بجے سے پہلے نہ بھیجنا تاہم اچھی طرح سے تبادلہ خیالات کر سکیں۔

موروگورو۔ عزیزم معلم عمر عبداللہ صاحب کے سپرد ارنگا کا کام کر کے عاجز ۲۸؍۴؍۶۱ بروز سوموار صبح ۸ بجے بذریعہ بس ارنگا سے موروگورو کیلئے روانہ ہوا۔ بس سٹیشن پر دوست الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ راستہ میں چیف آدم ساپالی صاحب کے چھوٹے بھائی ابراہیم ساپالی صاحب میرے ہمسفر تھے انہیں خوب تبلیغ کرنے کا موقع ملا وہ سارا سفر کبھی خاموشی اور دلچسپی سے سنتے رہے۔

موروگورو میں حتی الوسع احمدی بچوں کو دینیات کا سبق دیتا رہا۔ افریقن اور ایشین احمدی دوستوں سے ملاقات کی۔ مکرم جناب ڈاکٹر طفیل احمد صاحب ڈار کے ساتھ مل کر بعض غیر از جماعت دوستوں سے سکول فنڈ حاصل کیا۔ اس سارے سفر میں قریباً ۹۰۰ شلنگ سکول فنڈ جمع ہوا۔ اس سلسلہ میں موروگورو میں مکرم جناب ڈار صاحب نے اور ڈوڈومہ میں انکے چھوٹے بھائی جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ڈار نے عاجز کی خاص امداد کی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ۳۰؍۴؍۶۱ کو موروگورو سے ڈوڈومہ کیلئے روانہ ہوا۔ اور اسی شام ۶ بجے ڈوڈومہ پہنچا مکرم جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب عاجز کے استقبال کیلئے ریلوے سٹیشن پر موجود تھے

ڈوڈومہ۔ نماز جمعہ احباب جماعت ڈوڈومہ کو جمع کر کے پڑھائی اور انہیں ہمیشہ نماز جمعہ باجماعت ادا کرتے رہنے کی تلقین کی۔ مخلص افریقن احمدی دوست مسٹر حسن آسلمان صاحب سے ملاقات ہوئی ڈسٹرکٹ کمشنر مسٹر چانڈے عثمان سکول کے ۳ اساتذہ اور لوالی سیف نسورو صاحب کو خاص طور پر تبلیغ کی۔ لوالی صاحب نے بھی چائے پر بھی مدعو کیا۔

ایک روز بازار میں نوجوانوں کی ایک جماعت نے عاجز کو روک کر احمدیت کے متعلق بہت سوالات کئے اور اللہ بفضلہ تعالیٰ جواب سنکر خاموش ہو گئے۔

یہاں ٹانگانیکا کے تمام صوبوں کے [illegible] کے مقابلے تھے داخلہ ٹکٹ سے تھا۔ گورنر صاحب بہادر انعامات تقسیم کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ لوالی سیف نسورو صاحب عاجز کو اپنے ساتھ افسران کی جگہ لے گئے۔ اور اس طرح بہت سے نئے دوستوں سے تعارف حاصل ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار خادم اسلام [illegible] عنایت اللہ احمدی

علمی دنیا پر مسلمانوں کے احسانات

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

(۲)

علمی درسگاہوں کے بارہ میں یورپین مصنفین کا اعتراف حقیقت

بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں میں مسلمانوں نے اہل مغرب کو سائنٹیفک ریسرچ کے بنیادی اصولوں سے روشناس کروایا۔ ایک طرف تحقیقاتوں کو قائم کیا تو دوسری طرف کتابی مزعومہ مدون اور نظریات کو مسلسل تجربات و مشاہدات کی کسوٹی پر رگڑنا شروع کیا۔ جسکے نتیجہ میں نئے نئے نظریات اکتشافات اور ایجادات معرض وجود میں آئے۔ جہالت و تاریکی کے بادل چھٹنے لگے اور علم کی درخشندہ نور سے دنیا منور ہونے لگی۔ صرف قرطبہ شہر ہی میں علمی تحقیقات کے کئی کارخانے۔ رصد خانے اور کتب خانے تھے۔ اور الحاکم الثانی کے کتب خانہ میں چھ لاکھ مجلدات تھیں۔ چنانچہ ان علمی درسگاہوں کی اہمیت و افادیت کے بارہ میں

۱- موسیو سڈئی یو فرانسیسی فرماتے ہیں:-

"دار العلوم بغداد کی تعلیم میں بہت بڑی بات یہ تھی کہ اس کی طرز استدلال بالکل علمی اصول پر مبنی تھی۔ یعنی معلوم کے ذریعہ غیر معلوم کو دریافت کرنا۔ حوادث کا مشاہدہ کر کے ان کے معلومات کے ذریعہ علل نکالنا۔ اور سالہائے دراز کے بعد یہ اصول محققین کے ہاتھوں اکتشافات و ایجادات کا آلہ بن گیا۔"

۲- موسیو ڈیلامبر اپنی "تاریخ ہیئت" میں لکھتے ہیں کہ

"اگر یونانیوں میں بشکل دو یا تین اجرام سماوی کے مشاہدہ کرنیوالے تھے تو عربوں میں اسکے برعکس بکثرت ایسے لوگ موجود تھے۔ یونانیوں میں علم کیمیا کا تجربہ کرنے والا کوئی نہ تھا۔ برخلاف اس کے عربوں میں سینکڑوں تھے۔"

("تمدن عرب"۔ از ڈاکٹر گستاولی بان فرانسیسی محقق)

۳- انیسویں صدی کا مشہور یورپین مصنف رینان Renan رقمطراز ہے:-

"سائنس اور ادب سے متعلق دلچسپی نے دنیا کے اس مایہ ناز خطہ میں (ہسپانیہ) دسویں صدی میں رواداری کی ایسی روح پیدا کر دی تھی جسکی مثال موجودہ زمانہ میں ملنی مشکل ہے۔ عیسائی۔ یہودی اور مسلمان سب ہی ایک زبان بولتے تھے ایک قسم کے گیت گاتے تھے اور ایک ہی جگہ بیٹھ کر ادب اور سائنس کے متعلق درس لیتے تھے۔ تمام وہ رکاوٹیں جنہوں نے مختلف قوموں کو ایک دوسرے سے جدا کر رکھا تھا۔ بالکل مٹا دی گئی تھیں۔ ایک مشترکہ تہذیب و تمدن کی ترقی کیلئے سب ملکر کام کرتے تھے قرطبہ کی مسجد میں سائنس۔ فلسفہ ادب کی تدریس و تعلیم کے بہت بڑے مرکز تھیں۔"

وسط ایشیا میں علم کا ایک نیا مرکز غزنی

بغداد مصر۔ اندلس اور مغربی افریقہ میں تو علم کی قدردانی اور اشاعت ہو ہی رہی تھی۔ ادھر وسطی ایشیا میں محمود غزنوی نے دنیا کے چاروں کناروں سے علماء، فضلاء اور حکماء کی ایک بہت بڑی جماعت کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا مشہور مستشرق لین پول لکھتا ہے:-

"نپولین کے صنعت و حرفت کے شاہکار ان تمام ملکوں سے جن کو اس نے فتح کیا۔ اپنے پیرس کی آرائش کے لئے جمع کئے محمود اس سے ایک قدم آگے بڑھا۔ وہ خود صناعوں اور شاعروں کو اپنے دربار کی زینت بنانے کیلئے غزنی میں لے آیا ([illegible]) اکسس کے شہروں۔ بحیرہ کیسپین کے دور دراز کناروں اور ایران و خراسان سے مشرقی علوم کے ستاروں کو اس نے

منقولات

ایک صدق خواں کا "قبولِ احمدیت"

عنوان بالا کے تحت مولانا دریابادی صاحب نے اخبار صدق جدید مجریہ ۲۰ / ۴ / ۶۲ میں جس دوست کا تذکرہ کیا ہے اس سے مراد ہمارے نو احمدی بھائی مکرم سید جعفر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ آف حیدر آباد دکن ہیں۔ احباب کی واقفیت اور علم کے لئے موصوف کے قبولیت احمدیت کے مختصر حالات جو کھٹے میں درج کئے جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ صدق کے اس نوٹ کے سلسلہ میں سید صاحب موصوف نے محترم مولانا دریابادی صاحب کی خدمت میں ایک اور مکتوب تحریر فرمایا ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے قارئین بدر انتظار فرمائیں۔ (ادارہ بدر)

ایک صدق خواں کا "قبول احمدیت"

(از عبد الماجد)

دکن کے ایک بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ کا، جو سالہا سال انجمن اتحاد المسلمین کے بڑے پر جوش رکن رہے (اسی سلسلہ میں جیل بھی گئے) اور صدق سے بھی مخلصانہ تعلق برسوں قائم رکھا، تازہ مکتوب صرف ان کے نام اور سابق مستقر کے حذف کے بعد:۔

حیدر آباد دکن۔ ۲۸ رمارچ ۶۲ء

مخدومی و قبلہ السلام علیکم

۱۹۵۰ء سے مجلس اتحاد المسلمین کے سلسلے میں گورنمنٹ آندھرا پردیش نے مجھے ۲۶ رستمبر ۶۰ء کو نظر بند کیا اور حال میں میری رہائی ہوئی۔ ان دنوں میرا مستقر . . . . . تھا۔ جیل لے جانے والے عہدہ داروں سے میں نے درخواست کی کہ مجھے اسٹیشن پر گرفتار کیا گیا تھا، جبکہ میں ایک پیشی کر کے . . . . . . سے واپس ہو رہا تھا، مجھے گھر لے جا کر قرآن کریم ساتھ لینے کی اجازت دیں۔ پولیس کے عہدہ دار بڑے شریف مزاج تھے۔ اپنی حراست میں مجھے گھر لے گئے . . . میں میرے ایک دوست تھے جنہوں نے مجھے حضور خلیفہ صاحب جماعت احمدیہ کی لکھی ہوئی تفسیر کبیر کی جلد دی تھی۔ مجھے پڑھنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ ایک دن دوپہر کے وقت جب میں کھانے کے لئے آفس سے گھر آیا، تو بیوی کو دسترخوان چننے میں کچھ دیر ہوگئی۔ تفسیر کبیر کی جلد بازو میں میز پر تھی۔ میں نے اٹھا لی اور چند اوراق الٹ کر دیکھنے شروع کئے۔ یہ العادیات کی تفسیر کے صفحات تھے۔ میں حیران ہوگیا۔ کہ قرآن مجید میں ایسے مضامین بھی ہیں۔ پھر میں نے قادیان خط لکھا۔ اور تفسیر کبیر کی جلد جلدیں منگوائیں لیکن پڑھنے کا مجھے وقت نہ ملتا تھا۔ جیل کو روانگی کے وقت میں سے تین جلدیں ساتھ لے لیں۔ اور نو ماہ کے عرصے میں جبکہ میں جیل میں تھا متعدد بار صرف یہی تفسیر پڑھتا رہا۔ جیل ہی میں میں نے بیعت کر لی۔ اور جماعت احمدیہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ آپ بھی دعا فرمائیں۔

مجلس اتحاد المسلمین سے میں نے استعفیٰ دے دیا ہے۔

میں ان دنوں صدق کا خریدار تھا۔ صدق کا چندہ اکتوبر ۶۱ء میں ختم ہو رہا تھا۔ اب تو صدق بند ہے۔ لیکن بر وقت اطلاع نہ ملنے کے باعث مدت خریداری ختم ہونے کے بعد بھی اخبار کچھ دنوں تک آ رہا ہوگا۔ آپ براہ نوازش اب یہ معلوم فرمائیں کہ میرے ذمہ کیا نکلتا ہے۔ میری حالت ٹھیک ہوتے ہی میں صدق جاری کراؤں گا۔ سر دست میرے پاس الفضل اور بدر آ رہے

قبول احمدیت کے بارہ میں

نو احمدی دوست کے حالات

مکرم سید جعفر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ جن کا ذکر مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی مدیر صدق جدید لکھنؤ نے اپنے ایک خصوصی مقالہ میں فرمایا ہے شاد نگر حیدر آباد دکن کے رہنے والے ہیں۔ آپ مجلس اتحاد المسلمین کے ڈیڑھ دو سال قبل ایک سیاسی کارکن رہ چکے ہیں جس کی بنا پر ان کو ۱۹۶۰ء میں حکومت نے گرفتار کر کے نظر بند کر دیا تھا۔ انہیں جیل میں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تفسیر کبیر کے مطالعہ کا موقعہ ملا جس کے نتیجہ میں ان کے سینہ و دل میں نورِ ایمان پیدا ہوا۔ اور انہوں نے وسط ۱۹۶۱ء میں اپنے کو حلقہ بگوش احمدیت کر لیا اور پھر جیل کے حکام کو بھی بتا دیا کہ اب وہ احمدیت سے جو ایک خالص مذہبی تحریک ہے وابستہ ہو گئے ہیں اس جماعت کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں اور اس جماعت میں داخل ہو جانے سے تمام سیاسی جماعتوں کو چھوڑ دینا پڑتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے جیل والوں کو یہ بھی بتا دیا کہ احمدیت قبول کر لینے کی وجہ سے اب ان کا مجلس اتحاد المسلمین سے کوئی تعلق نہیں رہا تھیں حکومت نے اس وجہ سے ان کو جون ۱۹۶۱ء کو رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد انہوں نے اپنے حلقۂ احباب اور اپنے علاقہ میں جذبہ سے تبلیغ احمدیت کا کام شروع کر دیا اور مبلغ سلسلہ تبلیغی وفود اپنے حلقۂ احباب میں لے جا کر مباحثے کروائے ان کے بھائی صاحب اور اہلیہ صاحبہ نے بھی احمدیت قبول کر لی ہے اور ان کے رشتہ داروں اور حلقۂ احباب میں احمدیت کے مطالعہ کا رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ ان کے چونکہ مولانا عبد الماجد دریابادی ایڈیٹر صدق جدید لکھنؤ سے قبولِ احمدیت سے قبل اچھے تعلقات رہے ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے گذشتہ دنوں اپنے جیل کے حالات اور رہائی کی اطلاع دیتے ہوئے اپنے قبولِ احمدیت سے بھی آگاہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں مولانا عبد الماجد صاحب نے صدق جدید ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء میں ان کے قبول احمدیت کے متعلق سابقہ کا اداریہ لکھا ہے ——— (ادارہ بدر)

ہیں؟

تبصرہ

ظاہر ہے کہ یہ خبر نامہ میرے لئے خوشگوار کسی درجہ میں بھی نہ ہوا۔ اور انجمن اتحاد المسلمین کو اپنا ایک بازو ٹوٹ جانے پر جتنا بھی صدمہ ہو بجا ہے۔ پھر جو لوگ احمدیت یا قادیانیت کو سرے سے کفر و ارتداد کے درجہ پر رکھتے ہیں (اور تعداد غالب ایسے ہی حضرات کی ہے) ان کا تو کھلا ہوا فتویٰ یہی ہوگا کہ امت کا ایک فرد اور مرتد ہو گیا!

خیال اپنی جگہ یہی ہوتا ہے کہ ان [illegible] صاحب نے کافی غور و تامل اور گہرے مطالعہ سے کام نہ لیا۔ بلکہ اپنی جذباتی اور جوشیلی طبیعت کے اقتضاء سے فوری اثر قبول کر کے بیعت میں عجلت کر بیٹھے۔ کچھ حرج نہ تھا اگر یہ اپنا مطالعہ و تحقیق کچھ دن اور جاری رکھتے۔ اور اس بارے میں اپنے صاحب علم مخلصوں سے بھی مشورہ و امداد لیتے رہتے۔ اپنی اعتقادی زندگی میں اتنا اہم انقلاب اتنی جلد اٹھانے سے پیشتر یہ مناسب ہی نہیں۔ لازمی بھی تھا کہ قابل اعتماد اہل علم کے سامنے اپنے ذہنی اتار چڑھاؤ کا نقشہ پیش کر کے دیکھتے۔ اور غیر محقق دوستوں کی پیش دی

سے اپنا دامن بچائے رکھتے ؎

نمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را
عیسیٰ نہ تواں گشت بتصدیق خرے چند

تفسیر کبیر (خلیفہ صاحب والی) میری نظر سے نہیں گزری۔ اس کے اقتباس البتہ کبھی کبھی، الفضل وغیرہ میں نظر سے گزرے ہیں۔ یقیناً اس میں اچھی اور سچی گہری باتیں بہت سی ہوں گی۔ لیکن اس سے ثابت کیا ہوتا ہے! زیادہ سے زیادہ یہی نا، کہ خلیفہ صاحب ایک اچھے اور کامیاب، سلیقہ مند و خوش فکر مصنف ہیں نہ یہ کہ ان کی دعوت برحق اور ان کا مسلک اخذ و قبول کے قابل ہے۔ اس کی جانچ اور تنقیح خود ایک مستقل عنوان تحقیق ہونا چاہیئے تھا۔ بہر حال اس کا موقع اب بھی نہیں گیا ہے۔ خدا کرے اب اس کے لئے یہ صاحب پورا وقت خلوص ذہن کے ساتھ نکال سکیں۔

اچھی اور سچی اور گہری باتیں کس کے ہاں نہیں ملتیں؟ مجھے تو شیعہ اکابر کے ہاں ملی ہیں، معتزلہ کے ہاں ملی ہیں، بہائیہ کے ہاں ملی ہیں۔ خوارج کے ہاں ملی ہیں اور یہاں تو خیر کیوں نہ ملتیں۔ مجھے تو غیر اسلامی مذہبوں سناتنی ہندوؤں، بودھوں، آریہ سماجیوں۔ برہمو سماجیوں مجوسیوں، مسیحیوں، یہودیوں، سب کے ہاں ملی ہیں۔ اور میں کرشن جی کی گیتا سے، بھگتی سے، اور گاندھی جی، ٹیگور، سرراد ہاکرشنن۔ ڈاکٹر بھگوان داس۔ مسز اینی بسنٹ وغیرہم کی تحریروں سے تقریباً ویسا ہی مستفید ہوا ہوں۔ جس طرح بعض مسلمان اکابر و شیوخ کی تحریروں سے۔ خود مرزا صاحب کی تحریریں ان کے دعوے سے قبل تو اچھے گہرے اسلامی رنگ کی روشنی میں اور دعوے کے بعد بھی باوجود جابجا سخت تکلیف دہ اور وحشت افزا ٹکڑوں کے اس اسلامی رنگ سے خالی نہیں ہو گئیں — حاصل اس دراز نفسی کا یہ ہے کہ جزوی صداقتیں کہنا چاہیئے کہ عالمگیر ہیں۔ اور دنیا کے ہر دین و مذہب، ہر فرقہ اور ہر مسلک میں مشترک ملتی ہیں۔ یہاں تک کہ ملحدوں اور دہریوں کے یہاں بھی۔ باقی جس کا نام کل صداقت ہے۔ اپنے ہر فرع اور ہر جزئیہ کے لحاظ سے وہ محدود و منحصر ہے اس اسلام کے اندر جو محفوظ ہے اوراق قرآن میں اور اس تعبیر، تشریح و توضیح میں جو رسول کریم سے متوارث چلی آ رہی ہے۔ اہل سماع کے ذریعہ و واسطہ سے پیدائشی مسلمانوں کے حق میں اللہ کا یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ اس کے پانے کا یہ پیمانہ بغیر کسی زحمت تلاش کے شروع ہی سے دے دیا ہے۔

ایک عرض گستاخانہ اپنے ہاں کے علماء و فضلاء سے بھی ہے (باقی صفحہ پر)

حیدرآباد دکن میں ایک دلچسپ تبلیغی مذاکرہ

بتاریخ ۲۰ رمئی ۱۹۵۸ء بروز اتوار
بر مکان مکرم منشی محمد شمس الدین صاحب
مدرس مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کے
تحت ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔
مکرم جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ایس
سی۔ ایل ایل۔ بی نے صدارت کے فرائض
سرانجام دیئے۔ ٹھیک پانچ بجے شام جلسہ
کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم
کے بعد منشی محمد شمس الدین صاحب مدرس
نے تعارفی تقریر فرمائی جس میں آپ نے
بتایا کہ اس قسم کی مجالس مذاکرہ منعقد کرنے
سے ہماری غرض و غایت یہ ہے کہ پُرامن
ماحول میں ایک جگہ بیٹھ کر ہم تبادلہ خیالات
کریں۔ اور [illegible] دوسرے مسلم
بھائیوں سے شنید ہیں۔ اس طرح باہمی
الفت و محبت کے تعلقات کو زیادہ
بڑھائیں۔ کیونکہ اسی میں ہماری بھلائی
اور بہبودی کا راز مضمر ہے۔ تقریر
جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ ابھی
آپ لوگوں کے سامنے مقررین حضرات
اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔
اور آپ کو بتلائیں گے کہ کس طرح ہم
تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک
کر رہے ہیں۔ اور نیز یہ کہ ہمارا نظام
کیا ہے۔ ہمارے مذہبی خیالات کی اصلیت
دنیا کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد باقاعدہ تقاریر کا آغاز ہوا
سب سے پہلی تقریر خاکسار (قائد مجلس
خدام الاحمدیہ) نے بعنوان "ہمارا
نظام اور اس کے ذریعہ تبلیغ اسلام
دنیا کے کناروں تک" کی۔ خاکسار نے
بتایا کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا
آنے والا ہے کہ میری امت ۷۳
فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ جبکہ صرف
ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ جس کی علامت
یہ بتائی کہ ما انا علیہ و اصحابی کہ
جس پر میں اور میرے صحابہؓ قائم ہوں
گے۔ اگرچہ اس وقت ہر شخص ہی اپنے
آپ کو ناشر دین و مبلغ اسلام ظاہر
کرتا ہے۔ لیکن حقیقت کے پہلو سے
اگر کسی جماعت میں نظم و ضبط ہے تو وہ
صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی
ہے۔ وہ ایک واجب الاطاعت امام
کے ہاتھ پر جمع ہے۔ جس کے حکم کو تمام تر
بدل و جان قبول کرتی ہے اور خدمت و
اشاعت کے لئے ہمیشہ آپ کو سر
قربانی کے لئے پیش کرتی ہے۔ یہ باتیں
احمدیہ جماعت کے علاوہ تمام دیگر اسلامی
فرقے ان امتیازات سے یکسر محروم
ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے آنحضرت
صلعم کی وہ حدیثیں بھی پڑھ کر سنائیں
جن میں حضورؐ نے نظام کی اہمیت کو واضح
فرمایا ہے کہ علیکم بالجماعۃ فانما
یصیب الذئب من الغنم
الشاردۃ کہ تم ہمیشہ نظام جماعت
لازم پکڑو۔ کیونکہ بھیڑیا ہمیشہ اس
بکری پر حملہ کرتا ہے جو کہ ریوڑ سے
الگ ہو۔ نیز کہ یدُ اللہ علی الجماعۃ
اور الامام جُنّۃٌ یقاتل من
ورآئہ۔ کا حوالہ پیش کیا اور ثابت
کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس
طرح نظام کی اہمیت پر زور دیا ہے
نیز بتایا کہ جماعت احمدیہ نے جو نظام
قائم کیا ہے۔ اس کی خصوصیت کیا ہے
اور اس کی وسعت کو واضح کیا اور
بتایا کہ کس طرح جماعت احمدیہ خلیفہ
وقت کے حکم و اشارے پر لبیک
کہتی ہے۔ اس تنظیم کے نتیجہ میں دنیا
کے کناروں تک تبلیغ اسلام کا کام ہو
رہا ہے۔ غور کیجئے کس طرح یہ چھوٹی
سی اور غریب سی جماعت اس کام کو
احسن پیرایہ میں سرانجام دے
رہی ہے۔ جس کی توفیق دنیا کی بڑی
بڑی اسلامی جماعتوں کو نہیں ملی۔
اور یہی وہ چیز ہے جو جماعت احمدیہ
کو دیگر اسلامی جمعیتوں سے ممتاز
کرتی ہے!!

دوسری تقریر مکرم مولوی
بشیر الدین صاحب فاضل مبلغ نے
بعنوان "ہمارا مذہب" کی۔ تقریر
شروع کرتے ہوئے آپ نے
کہا کہ میری تقریر کے عنوان سے
کسی شخص کو یہ دھوکہ نہ لگے کہ ہم نے
کوئی نیا طور و طریق اور نیا قبلہ
اور نئی نماز اور نیا روزہ اور حج
اور زکوٰۃ بنا لیا ہے۔ نہیں بلکہ
وہی اسلام ہے جو آج سے چودہ
سو سال قبل حضرت محمد مصطفیٰ صلے
اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے
پیش فرمایا تھا۔ لیکن حقیقت
یہ ہے کہ ایک لمبا زمانہ گذرنے
کی وجہ سے خود مسلمانوں میں خامی
پیدا ہو گئی۔ انہوں نے اپنی عملی زندگی
میں اسلام کی اعلےٰ تعلیمات کو پس
پشت ڈال دیا۔ پس اللہ تعالےٰ
نے اپنی پیشگوئی کے مطابق کہ ہر
صدی کے سر پر ایک ایسے شخص
کو مبعوث کرے گا جو دین اسلام
کی صحیح معنوں میں تجدید کیا کرے
گا، اس زمانہ میں حضرت مرزا
غلام احمد صاحب بانی سلسلہ عالیہ
احمدیہ کو مبعوث فرمایا اور آپ نے
آکر مسلمانوں کی اس غلط فہمی کو دور
کیا۔ جس میں وہ صدیوں سے مبتلا
تھے۔ اور بموجب ارشاد نبویؐ آپ
حکم اور عدل بن کر آئے۔ تقریر
جاری رکھتے ہوئے آپ خاتم
النبیین کے بہترین معنی پیش کئے
پھر حیات مسیح کے غلط عقیدہ کی
با دلائل تردید کی۔

اس کے بعد صاحب صدر نے
حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے
فرمایا کہ دیکھئے اللہ تعالےٰ نے قرآن
کریم میں فرمایا ہے کہ
یٰحسرۃً علی العباد
ما یاتیھم من رسول
الا کانوا بہ یستھزءون
اس آیت کریمہ کے پیش نظر ہم لوگوں
کو خوب غور کرنا چاہئیے۔ کہ کیا ہم بھی
جماعت مستہزئین میں سے تو نہیں
آپ لوگ اچھی طرح سے سوچیں اور
سمجھیں کہ ہم جو مرزا غلام احمد صاحب
کو مانتے ہیں تو محض اس وجہ سے نہیں
کہ وہ کوئی رشتہ داری ہمارے ساتھ
رکھتے ہیں۔ بلکہ محض اس لئے کہ انہوں
نے اس زمانہ میں اسلام کی جو روشن
عملی تصویر پیش کی ہے۔ وہ کسی اور
شخص نے پیش نہیں کی۔ آپ لوگ
جماعت احمدیہ کی پیش کردہ باتوں پر
ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کیا
تمام ایسے اعتراضات جو ہماری جماعت
پر کئے جاتے ہیں درست ہیں۔ محض سنی سنائی
باتوں پر یقین کر لینا درست نہیں۔ ہر شخص
کو خود تحقیق کرنی چاہئیے۔ اور خدا تعالیٰ
سے دعا کرنی چاہئیے۔ تا کہ وہ آپ کی
رہنمائی کرے۔

پھر صاحب صدر نے آخر میں یہ بتایا کہ
آپ لوگ ہمارے لٹریچر کا مطالعہ
فرمائیں۔ آپ کو تحقیق میں آسانی رہے
گی۔ اس کے بعد آپ نے دعا کروائی۔
اور جلسہ ٹھیک سات بجے شام بخیر و
خوبی اختتام پذیر ہوا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار:۔
عبد الحمید الغفاری
قائد مجلس خدام الاحمدیہ
حیدرآباد۔ دکن۔

جس سے روئے زمین کے تمام مسلمان ایک فعال جماعت
بن سکتے ہیں۔ جس کے ساتھ دنیا کے عظیم انقلاب
وابستہ ہیں *

خلافت۔ ایک نعمت ہے

(بقیہ صفحہ ۲)

رکھا ہو اگرچہ اس کا ابتدائی انتخاب مومنوں کے ذریعہ
عمل میں آتا ہے لیکن خلافت کیلئے موزوں شخصیت
کی طرف دلوں کا پھرنا مقلب القلوب خدا ہی کے تصرف سے
ہوتا ہے اپنے بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ اس
"پیر" کے پیچھے خدا کی قدرت کا ہاتھ کام کر رہا تھا
خدا نے اس کی قیادت میں جماعت احمدیہ کو ایسی عظیم
برکات سے نوازا کہ آج یہ جماعت عالمگیر شہرت حاصل
کر چکی ہے۔ ایک باقاعدہ تنظیم کے تحت خدمت
و اشاعت اسلام کا کام پائیدار بنیادوں پر ہو
رہا ہے

آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد روئے
زمین میں پھیلی ہوئی ہے۔ مگر عجیب بات ہے
کہ اس سے کہیں کم تعداد میں ہوتے ہوئے جماعت
احمدیہ کو ایسے ٹھوس کام کرنے کی سعادت
حاصل ہو رہی جس سے دوسری مسلم جماعتیں یکسر
محروم ہیں اس کی تمام تر وجہ ایک واجب الاطاعت
امام کے ہاتھ پر جمع ہو کر منظم رنگ میں جدوجہد
کرنا ہے۔ دنیا کا ہر مسلمان دل سے اس بات کی
تمنا رکھتا ہے کہ اُسے بھی دین کی خدمت کا کچھ
موقع ملے لیکن اس کے اندر قوت عملیہ پیدا
کرنے کے لئے ایک زندہ مرکزی وجود کے
ساتھ وابستگی کی ضرورت ہے اور یہی [illegible]
[illegible] خلیفہ کے مبارک نام سے پکارا
جاتا ہے۔ خلافت کی نعمت ایک بڑی نعمت

ایک صادق خوان کا قبول احمدیت

(بقیہ صفحہ ۹)

بجائے خشونت و بے دردی کے ساتھ فتوائے
تکفیر دے دینے کے اصل ضرورت یہ دیکھنے کی
ہے کہ وہ کون سے محرکات ہیں۔ جو احمدیت
کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور کیا کیا ترغیبات
عقلی و نفسی ہیں جو ایک پیدائشی مسلمان کو
احمدیوں کے گروہ میں جا شامل کرا دیتے ہیں
اگر کچھ عقلی مغالطے ہیں۔ تو ان کی واضح تردید
شستہ و سنجیدہ علمی انداز سے اور عام فہم
زبان میں بغیر اشتعال انگیزی کے ہونا
چاہئے۔ اور اگر کچھ اخلاقی خوبیاں اس جماعت
میں نظر آ جائیں۔ جن کا وجود ایک عملی، فعال
و منظم جماعت میں ذرا بھی تعجب انگیز نہیں تو انہیں
جلد سے جلد اپنا لینا چاہئے تاکہ وہ جماعت اس
حیثیت سے یکتا نہ رہ جائے۔ اور عصر حاضر کی ذہنیت
کا لحاظ قدم قدم پر رکھنا تو بہرحال ضروری ہے
تبلیغ دعوت و جدال احسن کے طریقے ہر دور
میں بدلتے رہتے ہیں اور یہ ہرگز ضروری نہیں
کہ یہ طریقے آج بھی وہی ہوں جو آج سے دو سو
سال قبل تھے۔ پس ان کی کوششوں کے بعد
معاملہ اللہ پر چھوڑ دینا ہے کہ ہدایت و ضلالت
ہر فرد بشر کی اس کے اپنے ہی مشیت کے قبضہ

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

یہ تقرر ۳۰ راپریل ۱۹۶۵ء تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے (ناظر اعلیٰ قادیان)

جمشید پور۔ بہار

سیکرٹری مال مکرم محمد احمد صاحب۔ سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم حمید الدین صاحب
" تعلیم۔ " عبد المجید صاحب۔ سیکرٹری وصایا و تحریک جدید۔ مکرم مقبول احمد صاحب
" امور عامہ۔ " عبد المجید صاحب

بجو دوار۔ ضلع کٹک۔ اڑیسہ

صدر۔ مکرم شیخ آدم صاحب۔ سیکرٹری مال مکرم فضل الرحمٰن صاحب
سیکرٹری تبلیغ مکرم لطیف الرحمٰن صاحب۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ شمس الحق صاحب

کرڈاپلی

صدر۔ مکرم شیخ قمر علی صاحب۔ سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم شیخ قاسم علی صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرم منیر الدین صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم شیخ نعیم صاحب
" مال۔ مکرم شیخ محمد صدیق صاحب۔ سیکرٹری ضیافت۔ مکرم شیخ قمر علی صاحب
" تحریک جدید۔ مکرم شیخ داد محمد صاحب۔

خانپور ملکی۔ ضلع مونگھیر۔ بہار

صدر۔ مکرم سید عاشق حسین صاحب۔ سیکرٹری مال۔ مکرم میر عبد الحمید صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرم حافظ الٰہی بخش صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ و تبلیغ۔ مکرم نظام الدین صاحب

مرکرہ۔ میسور سٹیٹ

صدر۔ مکرم بی۔ ایچ۔ اسمٰعیل صاحب۔ سیکرٹری مال۔ مکرم احمد علی صاحب
سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم جی۔ ایس۔ احمد صاحب۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ فخر الدین صاحب

النلور۔ مالابار

صدر۔ مکرم موون کنجی موی صاحب۔ نائب صدر۔ مکرم سی عبدہ صاحب (اکبر)
سیکرٹری مال۔ مکرم [illegible] عبدہ ماسٹر صاحب۔ سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم سی محمد ماسٹر صاحب

منارہ کاٹ۔ ساؤتھ مالابار

صدر۔ مکرم شاہ الحمید صاحب۔ سیکرٹری مال۔ مکرم ایم۔ کے حیدر ماسٹر صاحب
سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم۔ ایم۔ کے محمد صاحب

چک ایمرچھ۔ تحصیل کہ انگام۔ کشمیر

صدر۔ مکرم راجہ غلام محمد [illegible] صاحب۔ سیکرٹری مال۔ مکرم منشی نصیر الدین صاحب
سیکرٹری مال نائب۔ مکرم [illegible] صاحب۔ سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم بشیر احمد خان صاحب
" تعلیم و تربیت مکرم قدرت اللہ خان صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم محمد امیر اللہ خان صاحب
" ضیافت مکرم منیر احمد خان صاحب۔ امین۔ مکرم عبد اللہ شیخ صاحب۔

دعائے مغفرت کیلئے درخواست

میرا عزیز بیٹا نور عالم بیگ ۲۳ رمئی ۶۲ء کو بیاں ایک موٹر حادثہ میں جو ٹرین کے ساتھ ہوا اسی جگہ دار فانی سے رحلت فرما گیا۔ ہمیں داغ مفارقت دے گیا ہے۔ مرحوم ۲۷ سالہ نوجوان تھا۔ اور گھر کا سارا انحصار اسی کے ساتھ تھا۔ ایک بیوہ اور پانچ بچے چھوڑ کر ہمیشہ ہمیش کے لئے نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلند درجات عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ اور خود ہی کفیل ہو۔ آمین۔

خاکسار غمزدہ
اللہ دتا گنائی۔ کمس ۳/۱۲ ڈرمہ
ڈیو گھنڈ ۱۹۶۲/۵/۷

تقریب رخصتانہ

میرے لڑکے عزیزم صادق احمد خان صاحب احمدی سلمہ ربہ کا نکاح سال گذشتہ مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۶۱ء راجہ محمد عثمان خان صاحب احمدی کی صاحبزادی سے ہو چکا تھا۔ آج مورخہ ۷ رمئی ۱۹۶۲ء تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ چائے نوشی۔ نظم اور دعا کے بعد بوقت شام بعد از نماز مغرب برات راجہ محمد عثمان خان صاحب کے گھر پہونچی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ایک نظم عزیزم یار محمد خان صاحب آف نونہ مئی اور دوسری نظم مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ نے خوش الحانی سے پڑھ کر حاضرین کو مسرور کیا۔ غیر احمدی صاحبان بھی برات میں شامل تھے۔ ازاں بعد مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ نے سورۃ والعصر کی تفسیر بیان کرکے صداقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفات حضرت مسیح علیہ السلام۔ اور بد رسومات کی اصلاح پر ایک مؤثر تقریر کی۔ جس کا غیر احمدیوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ایک نوجوان غیر احمدی نے معراج۔ قبر مسیح علیہ السلام وغیرہ پر کچھ اعتراضات کئے۔ جن کے جوابات بالتفصیل قرآن کریم و احادیث شریف مولوی صاحب نے نہایت اعلیٰ پیرایہ میں دیئے۔ پھر اپنے غیر احمدی بھائیوں کو مخاطب کرکے کہا آپ لوگ میری امداد کیوں نہیں کرتے ہیں تو اب مولوی صاحب کے سامنے بول نہیں سکتا۔ تو ایک اور نوجوان غیر احمدی نے کہا کہ ہم تمہاری کیا مدد کریں مولوی صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں قرآن کریم اور احادیث سے ثابت کر رہے ہیں۔

چونکہ برات نے رات وہیں قیام کرنا تھا اسلئے برات کے کھانے کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا۔ مورخہ ۸ رمئی بوقت ۹½ بجے برات واپس آئی۔ غریب خانہ پر چائے نوشی اور کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد سب براتی و مہمان ایک بجے واپس تشریف لے گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و صحابہ کرام و درویشان قادیان سے گذارش ہے کہ محض للہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیزم صادق احمد خان کو اسم بامسمیٰ بنائے اور صحت و تندرستی عطا کرے۔ احمدیت کا سچا خادم بنائے اور اس شادی کو جماعت اور خاندان کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔ خود میری صحت بھی خراب رہتی ہے میرے لئے بھی درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار راجہ غلام محمد خان احمدی صدر جماعت احمدیہ چک ایمرچھ کشمیر۔

ادائیگی چندہ جلسہ سالانہ مالی سال کے ابتداء میں ضروری ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کے قیام کی اغراض کو پورا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس مقدس اجتماع کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے زمانہ سے ایک خاص چندہ جاری ہے جس کا نام چندہ جلسہ سالانہ ہے۔ اس چندہ کی شرح ہر احمدی دوست کی سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ ہے یا ایک ماہ کی اوسط آمد کا ۱/۱۰ حصہ بطور لازمی چندہ مقرر ہے۔ بعض دوست اس چندہ کی ادائیگی کو التواء میں ڈالتے رہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ تو جلسہ سالانہ سے قبل یہ چندہ وصول ہوتا ہے۔ اور پھر مالی سال کے آخر تک پوری ادائیگی نہ ہو سکنے کی وجہ سے بقایا رہ جاتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران شروع مالی سال سے ہی اس چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ تاکہ اس چندہ کی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہو سکے۔ اس بارے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"چندہ جلسہ سالانہ شروع سال میں ہی ادا کرنا چاہیئے۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے لئے اجناس و دیگر سامان بروقت خرید کیا جائے"

اگر جماعت حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق شروع مالی سال میں چندہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں تو اس سے بڑی سہولت اور اکٹھی اجناس خریدی جاسکتی ہیں اور اخراجات میں کفایت اور انتظام میں سہولت ہو سکتی ہے۔

امید ہے کہ تمام دوست اس کار خیر میں تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

خاکسار
ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا۔ (۱) میری بچی سعیدہ نذیر بی۔ اے کا امتحان دینے والی ہے اچانک بیمار ہو گئی اب وہ سپلیمنٹری امتحان میں شامل ہو گی وہ بہت کمزور ہو گئی ہے اسکی صحت، محنت کی توفیق اور نمایاں کامیابی کیلئے، نیز اسکی بہن شگفتہ نے میٹرک کا امتحان دیا ہے اسکا نتیجہ اور بیٹی امۃ الحفیظ ایف۔ اے ہے، بیٹا نذیر احمد ایف ایس سی میڈیکل پارٹ فرسٹ کا امتحان دے رہا ہے اسکی کامیابی کیلئے بھی بہن بھائیوں، بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان کی خدمت میں درد دل سے دعا کی درخواست ہے۔ بیگم چوہدری نذیر احمد صاحب جہلم (۲) میری اولاد معصومہ کا امتحان ۷ رمئی سے شروع ہے۔ امتحان میں نمایاں کامیابی اور بہتر رنگ میں خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ خاکسار عطاء المجیب راشد ابن مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری ربوہ

خبریں

نئی دہلی ۱۲ رمئی - پتہ چلا ہے کہ بھارت نے روس سے آواز سے بھی تیز رفتار ہوائی جہاز خریدنے کی تجویز کو تحریک پر نظرثانی کئے جانے کے بعد اسے سردست ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا ہے تجویز ابھی ترک نہیں کی گئی بلکہ ملتوی کی گئی ہے - اگر قطعی تجزیہ کے بعد بھارت نے یہ پایا کہ روس سے جہازوں کی خرید سیاسی اور فوجی اعتبار سے فائدہ مند ہوگی تو یہ سودا کر لیا جائے گا - روس سے جہازوں کی خرید کے بارے میں بھارت کو برطانیہ سے بھی مراسلہ موصول ہوا ہے - بتایا گیا ہے کہ اس میں بھارت سرکار کی توجہ سودا سے پیدا ہونے والی فوجی اور سیاسی پیچیدگیوں کی طرف دلائی گئی ہے - اور کہا ہے کہ اس سے سلامتی کے مسائل بھی پیدا ہو جائیں گے - کیونکہ بھارت میں روسی ماہرین کی موجودگی کی وجہ سے برطانوی سامان کی اقسام کا راز فاش ہو جائے گا - امریکہ نے بھی بھارت کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ اگر باضابطہ طور پر درخواست کرے تو حکومت امریکہ جہاز مہیا کرنے پر غور کرے گی۔

ہانگ کانگ ۱۲ رمئی - نیو چائنا ایجنسی نے بیان کیا ہے کہ حکومت چین نے بھارت سرکار کو ایک شدید پروٹسٹ نوٹ بھیجا ہے جس میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہندوستانی فوجیوں نے چین کے علاقہ کی خود مختاری کی خلاف ورزی کی ہے - پروٹسٹ مراسلہ میں لکھا ہے کہ ۱۰ مسلح ہندوستانی فوجی ۲۸ راپریل کو دوپہر کے وقت چینی علاقہ لونگجو میں داخل ہو گئے - اور وہاں اُنہوں نے فوجی دیکھ بھال کی - چین کے مراسلہ میں بھارت کے ۱۸ راپریل کے پروٹسٹ کو مسترد کر دیا گیا ہے - جس میں کہا گیا تھا کہ چینی فوجی ماہ جنوری میں چین اور بھارت کی سرحد کو پار کر کے لونگجو کے جنوب میں قریباً نصف میل دور تک گھس آئے تھے۔

نئی دہلی ۱۲ رمئی - بھارت سرکار اور حکومت امریکہ کے درمیان پانچ معاہدوں کی تکمیل ہوئی ہے جن کے تحت ملیریا اور چیچک کے انسداد کے پروگراموں، صحت کے ابتدائی مراکز کے قیام اور ابتدائی وطبی تعلیم کے پراجیکٹوں کے لئے کل ۳۲ کروڑ ۶۰ لاکھ روپیہ کی امریکی گرانٹ دی جائے گی ان معاہدوں کے بعد ہندوستان کو دی گئی امریکی گرانٹ کی کل رقم ایک ارب روپیہ ہو گئی ہے - پانچ گرانٹوں میں سے سب سے بڑی رقم یعنی ۵۰ کروڑ روپیہ ملیریا کے قلع قمع کے پروگرام کے لئے دیا گیا ہے اس طرح اب تک اس پروگرام کے سلسلے امریکہ ۲۷ کروڑ

روپیہ دے چکا ہے۔

لدھیانہ ۱۲ رمئی - معلوم ہوا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ تیسرے ۵ سالہ پلان کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مزید ۲۵ کروڑ روپیہ کے ٹیکس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

اس سلسلہ میں وزارتی حلقوں سے معلوم ہوا کہ پنجاب گورنمنٹ یہ ٹیکس لگانے سے پہلے حال ہی میں لگائے گئے نئے ٹیکسوں کے ردّ عمل کا مطالعہ کرے گی یاد رہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے ایک سال کے لئے مالیہ اراضی - بسوں کے کرایہ اور ٹرکوں کے بھاڑہ اور بجری ٹیکسوں میں اضافہ کرنے کے علاوہ پیشہ وارانہ ٹیکس لگایا ہے - پنجاب اسمبلی ان ٹیکسوں کے سلسلہ میں بل پاس بھی کر چکی ہے - ان ٹیکسوں سے قریباً آٹھ کروڑ روپیہ حاصل ہوگا - جو کہ شیڈول جاتیوں کی حالت کو بہتر بنانے پر خرچ کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۱۲ رمئی - آج لوک سبھا میں حکومت کی طرف سے بتایا گیا کہ پنجاب میں سیم کا مسئلہ حل کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ضروری ساز و سامان خریدنے کے لئے عالمی بنک سے ایک کروڑ ڈالر قرض لیا جائے گا

چنڈی گڑھ ۱۲ رمئی - معلوم ہوا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ گندم کا ایک کافی ریزرو سٹاک قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے - تاکہ آئندہ موسم سرما کے آخری مہینوں میں گندم کی قیمتوں کو ایک معقول سطح پر رکھا جا سکے - سرکاری حلقوں کے مطابق ریزرو سٹاک قائم کرنے کا فیصلہ بھارت سرکار کی وزارت خوراک سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد کیا جائے گا - پنجاب میں اس مرتبہ گندم کی بھاری فصل ہوئی ہے

نئی دہلی ۱۲ رمئی - آج لوک سبھا میں امور خارجہ کی راجیہ منتری شری لکشمی مینن نے بیان کیا کہ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو نے لنکا کا دورہ کرنا منظور کر لیا ہے۔

گورداسپور ۱۹ رمئی - شری کے آر بہل ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے شری کانت ارشی اے ڈی ایم - کو اپنی جانب سے میونسپل الیکشن رول ۲۵۰ کے تحت گورداسپور بٹالہ - قادیان - دھاریوال - دینا نگر میونسپل کمیٹیوں کے کام کی نگرانی کا انچارج مقرر کیا ہے۔

گورداسپور ۱۹ رمئی - سرکاری حلقوں نے دعویٰ کیا ہے کہ گورداسپور ضلع کی ۸۰۰ پنچایتوں نے ضلع بھر میں ۱۵۴ سکول - ۱۱۳ لائبریریاں - ۲۰۰ پنچایت گھر - ۲۰ اکوشیا علاج مویشیاں اور ابتدائی طبی امداد کی عمارتیں تعمیر کیں - ۲۲۶ میل کچی سڑکیں بنائیں ترقی کے مختلف کاموں پر پنچایتوں نے ۸۲،۶۲۵۶ روپے خرچ کئے ۔

الوداعی تقریب

۲۰ رمئی سنہ ۱۹۶۲ء کو بوقت چھ بجے شام اہالیانِ قادیان کی طرف سے سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی کی کوٹھی پر جناب باوا ہرکشن سنگھ صاحب پرنسپل سکھ نیشنل کالج کی ریٹائرمنٹ پر انہیں الوداعی ٹی پارٹی دی گئی - جس میں کالج کے پروفیسر، میونسپل کمشنر اور شہر کے چیدہ چیدہ افراد نے شرکت کی - جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال وقائمقام ناظر امور عامہ، مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم - اے مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی اور فضل الٰہی خان صاحب نے شرکت کی۔

پارٹی کے بعد سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ، ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب سردار کیسر سنگھ ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول بٹالہ اور سردار ہربھجن سنگھ صاحب باجوہ نے یکے بعد دیگرے جناب باوا ہرکشن صاحب کو ان کی قابل قدر خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

آخر پر جناب باوا صاحب نے اس عزت افزائی اور ان کے قیام کے دوران میں دوستوں کے تعاون کا شکریہ ادا کیا اور آئندہ کالج کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا - باوا صاحب موصوف پنجاب کے ماہرین تعلیم میں سے ہیں - انہوں نے قریباً پچاس سال تک پنجاب کے مختلف کالجوں میں بطور پروفیسر اور خدمات سرانجام دی ہیں - ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی بخشے اور آئندہ بھی ان کے علم اور تجربہ سے قوم اور ملک کو فائدہ پہنچتا رہے - آمین۔ (نامہ نگار)

پروگرام دورہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان علاقہ یوپی

از ۲ ۶/۶۲ — تا — ۲۰ ۷/۶۲

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان علاقہ یوپی - بہار - اڑیسہ اور بنگال کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل کو نظارت تعلیم وتربیت کی خدمت کے تحت مدرسہ احمدیہ قادیان میں ڈیوٹی پر مقرر کیا گیا ہے اور ان کی جگہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی خدمات بطور انسپکٹر بیت المال حاصل کی جا رہی ہیں۔

پس وہ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مورخہ ۲ ۶/۶۲ تا ۲۰ ۷/۶۲ - پڑتال حسابات موصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ سنہ ۶۲-۶۳ وغیرہ کے سلسلہ میں دورہ کریں گے جملہ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ یوپی سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کماحقہ تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان۔

نام جماعت	تاریخ پہنچنے	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ پہنچنے	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۲ ۶/۶۲	لکھنؤ (براستہ کانپور)	۱۰ ۷/۶۲	۳	۱۳ ۷/۶۲
بجوپورہ	۲ ۶/۶۲	۱	۴ -	گونڈہ	۱۳ -	۱	۱۴ -
انبیٹہ	۴ -	۳	۷ -	فیض آباد	۱۵ -	۱	۱۶ -
انجولی	۷ -	۱	۸ -	بنارس / سیح بدہمی	۱۷ -	۳	۲۰ -
دہلی	۸ -	۲	۱۰ -				
بجے پور	۱۱ -	۱	۱۲ -				
کشن گڑھ	۱۲ -	۱	۱۳ -				
سانڈھن	۱۴ -	۳	۱۷ -				
ننگل گھنو	۲۱ -	۲	۲۳ -				
علی پور کھیڑہ	۲۳ -	۱	۲۴ -				
کرہل	۲۴ -	۱	۲۵ -				
کانپور	۲۵ -	۳	۲۸ -				
موضع کمریا	۲۹ -	۲	۷/۶۲				
مسکرا	۲ ۷/۶۲	۱	۳ -				
سانکھ	۴ -	۳	۷ -				
بڑگاؤں رٹھانی	۸ -	۱	۹ -				